خواتین کی نماز

قرآن و سنت کی روشنی میں

مصنف:
انجینیر سید محمد فضل اللہ صابری

الحقائق فاؤنڈیشن

خواتین کی نماز

قرآن و سنت کی روشنی میں

مصنف:

انجینئر سید محمد فضل اللہ صابری

الحقائق فاؤنڈیشن

زیرِ نگرانی: محمد کاشف رضا

مشیرِ قانونی

جسٹس (ر) امیر عالم خان

(ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان)

پاکستان میں انجینئر فضل اللہ صابری کی اردو، انگلش کتب کے جملہ حقوق الحقائق فاؤنڈیشن کے نام محفوظ ہیں۔ کوئی ادارہ یا پبلشر شائع نہ کرے۔

نام کتاب: خواتین کی نماز (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مصنف: انجینئر سید محمد فضل اللہ صابری چشتی

صفحات: 72

اشاعت اول: اکتوبر 2013 دہلی

اشاعت دوم: نومبر 2013 لاہور

تعداد: ہزار

قیمت: -/70

الحقائق فاؤنڈیشن

رضا پلازہ بالمقابل علم دین سنٹر ماتھر سٹریٹ اردو بازار لاہور

0333-7861895 -- 0321-4088628

فہرست

١۔ پیش لفظ ۴
٢۔ نماز کی اہمیت ۵
٣۔ مختصر تاریخی پسِ منظر ٨
۴۔ حدیث ''نماز پڑھی جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے'' ١٦
۵۔ عورتوں اور مردوں کی نماز کے احکام میں فرق ٢۵
٦۔ عورت سجدہ کیسے کرے؟ ٢٩
٧۔ عورت کو نماز میں کیسے بیٹھنا چاہیے؟ ٣٢
٨۔ ہاتھ اُٹھانے کا طریقہ ٣۵
٩۔ عورتیں نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں؟ ٣٨
١٠۔ نماز میں عورتوں کے بیٹھنے کے متعلق دیگر روایات ۴٠
١١۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور اُن کی زوجہ ۴٢
١٢۔ عورتوں کے سجدے سے متعلق کچھ اور روایات ۴٣
١٣۔ عورت رکوع کیسے کرے؟ ۴٧
١۴۔ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہائے کرام کے ارشادات ۴٨
١۵۔ حضرت اُمِّ درداء کی روایت ۵٧
١٦۔ نماز کے شرائط ٦٠
١٨۔ ترتیب وار طریقۂ نماز ٦۴
١٩۔ خلاصۂ بحث ٦٩

پیش لفظ

ساری تعریف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے جو ساری کائنات کا ربّ ہے اور جسے وہ چاہے ہدایت کاراستہ اور دائمی خوشی عطافرماتا ہے۔ درود وسلام ہو امام الانبیاء محمد ﷺ، اُن کی آل واصحاب پر۔

مرد وزن کی نماز میں فرق کا مسئلہ موجودہ دَور میں نوجوان غیر مقلدین (نام نہاد اہلِ حدیث، سلفی) کی گفتگو کا بڑی دل چسپی کا باعث ہے۔ بہت سے نوجوان اس مسئلے کو لے کر کش مکش کا شکار نظر آتے ہیں۔ جون ۲۰۰۷ء میں ہم نے اس مسئلے پر ایک مضمون انگریزی زبان میں لکھا، جو انٹرنیٹ پر جاری کیا گیا۔ اس کے بعد مارچ ۲۰۱۰ء میں کچھ اضافے کے ساتھ اس مضمون کو فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن نے انگریزی میں چار اہم مسائل (Four Important Issues) کے نام سے شائع کیا۔ حال ہی میں غیر مقلدین کی ایک اِدارے نے اس مضمون پر کچھ اعتراضات قائم کیے۔ موجودہ کتاب میں ہم نے نہ صرف اُن تمام اعتراضات کے جواب پیش کیے، بلکہ کچھ مفید اضافہ ودلائل بھی پیش کیے ہیں۔

مَیں اپنے والدین کا شکر گذار ہوں جنہوں نے مجھے ہمیشہ اپنی دعاؤں سے نوازا ہے اور ہمیشہ نیک عمل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اپنی اس کاوش کے لیے مَیں ڈاکٹر الطاف سعیدی (پاکستان) اور شیخ خلیل رانا سعیدی (پاکستان) کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے اس کام میں میرا علمی تعاون کیا۔ ساتھ ہی علامہ یٰسین اختر مصباحی، مولانا عبدالمبین نعمانی، مولانا انوار احمد امجدی اور جناب زبیر قادری صاحب کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کی اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔

بروز بدھ ۲/اکتوبر ۲۰۱۳ء/ ۲۵/ذیقعدہ ۱۴۳۴ھ

سید محمد فضل اللہ صابری چشتی

نماز کی اہمیت

اللہ تبارک وتعالیٰ رحمن ورحیم ہے۔ اُس نے انبیا علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ اُن پر آسمانی کتابوں کا نزول فرمایا۔ ہمارے آقا خاتم النبیین محمد ﷺ پر قرآن کا نزول فرمایا۔ اور نبی کریم ﷺ نے قرآن وحکمت کی تعلیم فرمائی۔ یہ تعلیمات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعے تواتر سے چلی آرہی ہیں۔ انہی تعلیمات پر عمل کر کے انسان دونوں جہاں میں کامیابی وسرخ روئی حاصل کر سکتا ہے۔

نماز دین کے پانچ ستونوں میں ایک اہم ستون ہے۔ ہر مسلمان کی یہ کوشش رہتی ہے کہ صحیح وقت پر خشوع وخضوع کے ساتھ نماز کی صحیح ادائیگی کر سکے۔ دن میں پنج گانہ نماز ہر عاقل وبالغ مسلمان پر فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ.

(الاعراف،۷:۱۷۰)

ترجمہ: اور وہ جو کتاب کو مضبوط تھامتے ہیں اور انہوں نے نماز قائم رکھی، ہم نیکوں کا نیگ (اجر) نہیں گنواتے۔

قرآن مجید میں متعدد مقام پر نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ. (التوبہ،۹:۷۱)

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ ورسول کا حکم مانیں، یہ

ہیں جن پر عن قریب اللہ رحم کرے گا، بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّنِی اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِی وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِی۔ (طٰہٰ، ۲۰:۱۴)

ترجمہ: بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔

نماز قائم کرنے سے انسان فحش و گناہوں سے دور رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۔

ترجمہ: اے محبوب! پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی اور نماز قائم فرماؤ، بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (العنکبوت، ۲۹:۴۵)

نماز ترک کرنا ایک سنگین گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ (الماعون، ۱۰۷:۴۔۵)

ترجمہ: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے، جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں

بے شمار احادیث نماز قائم کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

عکرمہ بن خالد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:۔ گواہی دینا کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، نیز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج اور رمضان کے روزے۔ (صحیح بخاری شریف، کتاب الایمان)

ایک دوسری حدیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

ابراہیم بن حمزہ، ابن ابو حازم اور دراوردی، یزید بن عبداللہ، محمد بن ابراہیم ابوسلمہ

بن عبدالرحمٰن، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: سوچو تو سہی اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ دفعہ نہائے تو کیا کہتے ہو کہ اس کے جسم پر میل کچیل باقی رہ جائے گا! لوگ عرض گزار ہوئے کہ ذرا بھی میل باقی نہیں رہے گا۔ فرمایا کہ یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے کہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (صحیح بخاری شریف، کتاب مواقیت الصلوٰۃ)

نماز چھوڑنے پر احادیث مبارکہ میں سخت وعید آئی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے کفر اور شرک میں نماز نہ پڑھنے کا فرق ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۔ (المؤمنون، ۲۳:۱۔۲)

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے، جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو خشوع و خضوع کے ساتھ صحیح وقت پر نماز ادا کرنے کی کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆

مختصر تاریخی پس منظر

غیر مقلدین کا یہ نظریہ اور عمل ہے کہ نماز کے تمام احکام مَردوں اور عورتوں کے لیے یکساں ہیں۔ اسی بنیاد پر اُن کا نہ صرف یہ ماننا ہے کہ مرد اور عورت کی نماز کا طریقہ یکساں ہے بلکہ وہ اس نظریے کی شدت سے تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ جیسا کہ سعودی عرب جانے والی خواتین کو وہاں کی خواتین مطوع کا عملہ مَردوں کے طریقے پر نماز پڑھنے پر زور دیتا ہے۔ سلفیوں کا یہ عمل اُس حدیث پر مشتمل ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے[۱]۔'' سلفیوں کی حجت یہ ہے کہ چونکہ اس حدیث شریف میں مرد اور عورت کے لیے علیحدہ حکم نہیں دیا گیا، اسی بنا پر مرد اور عورتوں کی نماز یکساں ہے۔ واضح رہے کہ سلفیوں کا یہ استدلال اُصولِ حدیث اور اُصولِ فقہ کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم آنے والے صفحات پر اس پر بحث کریں گے۔

غیر مقلد حضرات تمام احادیث و الفاظ کو اس کے ظاہری معنی پر لیتے ہیں۔ ان کی اسی خطا کی وجہ سے وہ عقیدے میں گمراہ ہوئے اور تجسیمی عقیدہ رکھنے لگے، جس میں اللہ تعالیٰ کو انسانی جسم کی مانند مختلف اجزا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

غیر مقلدین کی تاریخ محض تین سو سال پرانی ہے۔ ان کے اکابر نے اہلِ سنّت و جماعت کے ساتھ عقیدے و فقہ کے مختلف مسئلوں پر اختلاف کیا۔ لیکن وہ حضرات اس کے قائل تھے کہ عورتوں اور مَردوں کی نماز کا طریقہ یکساں ہے۔ بڑے اچنبھے کی بات ہے کہ موجودہ کے غیر مقلد علما نے اس مسئلے میں اہلِ سنّت و جماعت کی مخالفت کرنا شروع کر دی اور ایک نیا طریقہ رائج کیا جو اس فرقے کے علاوہ کسی نے کبھی بھی نہ کیا۔

اس سے قبل کہ ہم اس مخالفت کی وجہ جان سکیں، مناسب ہے کہ ماضیِ قریب کے دو

---

۱ اس حدیث پر تفصیلی گفتگو آگے کے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلد علما کے نظریات اس مسئلے پر پیش کیے جائیں۔

عبدالجبار غزنوی (۱۲۶۸ھ/ ۱۸۵۲ء)[۲] غیر مقلدین فرقے کے ایک مشہور مولوی گزرے ہیں۔ انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ نماز میں عورتوں کے رکوع اور سجدے کا طریقہ مَردوں سے مختلف ہے۔ اس مسئلے پر انہوں نے مختلف فقہا کے قول نقل کیے اور اخیر میں لکھتے ہیں:

''غرض کہ عورتوں کا انضمام و انخفاض نماز میں احادیث و تعامل جمہور اہلِ از مذاہب اربعہ و غیر ہم سے ثابت ہے۔ اس کا منکر کتبِ حدیث و تعامل اہلِ علم سے بے خبر ہے۔''[۳]

شہادت کے لیے اس حوالے کا عکس اگلے صفحات پر موجود ہے۔

ایک اور غیر مقلد عالم عبدالحق ہاشمی السّلفی (۱۳۹۲ھ/۱۹۷۱ء) نے مَردوں اور عورتوں کی نماز کے طریقے میں فرق کو تسلیم کرتے ہوئے اس مسئلے پر ایک کتاب ہی لکھ ڈالی۔ ابنِ حزم اور دیگر علمائے کرام کے قول نقل کرنے کے بعد عبدالحق ہاشمی لکھتے ہیں:

''میں اُن لوگوں کے نظریے سے اتفاق کرتا ہوں جن کا یہ ماننا ہے کہ عورت کو رکوع کے وقت اپنے جسم کو پھیلانا نہ چاہیے کیوں کہ اس سے زیادہ پوشیدگی وستر قائم ہوتا ہے۔''[۴]

شہادت کے لیے اس حوالے کا عکس بھی شاملِ کتاب ہے۔

قارئین غور فرمائیں! ان دونوں غیر مقلد مولویوں نے اہلِ سنّت و جماعت کے موقف کو اختیار کیا اور یہ تسلیم کیا کہ عورتوں اور مَردوں کی نماز کے طریقے میں فرق ہے۔ لیکن موجودہ دَور کے غیر مقلد مولویوں نے ان دونوں سلفی مولویوں کی مخالفت کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کیا ہے کہ عورتوں اور مَردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں! ـــــ آخر اس نظریے کی تبدیلی کا سبب کیا ہے؟ اس کو جاننے کے لیے آنے والے صفحات کا مطالعہ کریں۔

☆☆☆☆

---

۲ پوری کتاب میں اسی ترتیب سے تاریخ لکھی جائے گی۔ یعنی پہلے سنہ ہجری پھر سنہ عیسوی۔

۳ فتاویٰ علمائے حدیث، جلد ۲، ص ۱۴۸۔ ۱۵۰، ملتان، مکتبہ سعیدیہ، ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء

۴ عبدالحق ہاشمی السّلفی، نصب العمود فی تحقیق مسألۃ تجافی المرأۃ فی الرکوع والسجود والقعود، ص ۵۲، قاہرہ، المطبعۃ العربیۃ الحدیثۃ ۱۹۷۷ء/ ۱۳۹۷ھ

فَسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

فتاویٰ علمائے حدیث

کتابُ الصلوٰۃ

حصہ دوم

ترتیب: ابوالحسنات علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان

ناشر: المکتبۃ الرحمانیۃ
[illegible]
مکتبہ سعیدیہ خانیوال (ملتان)

پس بشئ الغرض عاصم بن کلیب مختلف فیہ ہے بعض اہل علم اس کو ثقہ کہتے ہیں اور بعض ضعیف اور بقاعدہ مسلم اصول حدیث الجرح مقدم علی التعدیل جس روایت کے ساتھ عاصم بن کلیب منفرد ہو جائے وہ لائق احتجاج کے نہیں ہے اور تعدیل کلیب کی ساتھ لفظ صدوق کے ہے اور یہ لفظ مرتبہ خامسہ سے ہے اور اہل مرتبہ خامسہ کے لائق احتجاج کے نہیں ہیں۔ معان النظر شرح نخبۃ الفکر میں ہے ثم الحکم فی اهل هذه المراتب الاحتجاج بالاربعة الاول منها واما التی بعدها فانه لا یحتج باحد من اهلها لکون الفاظهم لا تشعر بشریطة الضبط بل یکتب حدیثهم ویختبر اور قرون خیر صحابہ کرام و تابعین و ائمہ اسلام سے بھی اس موقعہ پر اشارہ سبابہ ثابت نہیں ہے پس متروک العمل ہونا بھی اس حدیث کے ضعف کی دلیل ہے۔

حررہ عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما — فتاویٰ غزنویہ ص۲۵ تا ص۲۶

سوال: عورتوں کو نماز میں انضمام کرنا چاہیے یا نہ؟ بینوا توجروا

الجواب وهو الموفق للصواب: ابوداؤد اپنے مراسیل میں اور بیہقی سنن کبریٰ میں یزید بن ابی حبیب سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مر علی امرأتین تصلیان فقال اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی الارض فان المرأة لیست فی ذلک کالرجل واخرج البیهقی مرفوعاً اذا سجدت المرأة الصقت بطنها فخذها کاستر ما یکون لها۔ اور اسی پر تعامل اہل سنت مذاہب اربعہ وغیرہ سے چلا آیا ہے۔

(بقیہ) ... کہ جب امام ابن مدینی نے کہا کہ جس حدیث کو وہ اکیلا ہی بیان کرے اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔ ۳ یہ سب الفاظ دوسرے درجہ کا ادنیٰ ہے۔ ۴ امام ابوداؤد نے کہا کہ عاصم بن کلیب جو حدیث اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرے، وہ لائق احتجاج نہیں ہے ۱۲ ۵ اگر کسی راوی پر کسی قسم کا طعن یا عیب لگ چکا ہو اور بعض نے اس کی فضیلت اور عدالت بھی بیان کی ہو تو اس پر عیب لگنے کا اعتبار رہے گا یعنی وہ ضعیف گنا جاوے گا۔ ۱۲ ۶ امعان النظر میں بہت سے اہل مراتب کا بیان کر کے فرماتے ہیں کہ حکم ان مرتبہ والوں کا یہ ہے۔ کہ ان میں سے پہلے چار کے ساتھ دلیل پکڑی جاتی ہے اور ان چار کے بعد والوں میں کسی ایک کے ساتھ بھی دلیل نہیں پکڑی جا سکتی اس لئے کہ ان کے الفاظ شروط ضبط کی حد پر مشترک نہیں بلکہ ان کی حدیث لکھ کر اس کی تحقیق کی جاتی ہے۔ ۱۲ ۷ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو جسم کو زمین سے ملا دو کیونکہ عورت اس میں آدمی کی طرح نہیں ہے اور بیہقی نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا لے اس میں زیادہ پردہ ہے ۱۲ [illegible]

حافظ ابن القیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں ولهذا اشرع فی حق الاناث من الستر والخفر ما لا یشرع مثله للذکور
فی اللباس وارخاء الذیل شبرا او اکثر وجمع نفسها فی الرکوع والسجود دون التجافی. شرح وقایہ وہدایہ وغیرہ
کتب حنفیہ میں لکھا ہے والمرأة تخفض فی السجود وتلحق بطنها بفخذیها ابن ابی زید مالکی نے اپنے رسالہ میں
جو مذہب امام مالک میں متون معتبرہ سے ہے لکھتے ہیں وهی (ای المرأة) فی هیئة الصلوٰة مثله (ای مثل الرجل)
غیر انها تنضم ولا تفرج فخذیها ولا عضدیها وتکون منضمة منزویة فی جلوسها وسجودها وامرها کله۔ امام
نووی منہاج میں جو فقہ شافعیہ میں معتبر متن ہے لکھتے ہیں وتضم المرأة والخنثی شہاب الدین احمد رملی شافعی نہایۃ
المحتاج میں منہاج کی اس عبارت مذکور پر لکھتے ہیں فیضم کل منهما بعضه الی بعض ولو فی خلوة فیما یظهر لما فی
تفریقها من التشبه من الرجال شرح اقناع جو حنابلہ کی معتمد کتاب ہے، میں لکھتے ہیں والمرأة کالرجل فی
ذلک لانها تجمع نفسها فی الرکوع والسجود وجمیع احوال الصلوٰة وتجلس متربعة او تسدل رجلیها عن
یمینها وهو افضل لانه غالب فعل عائشة واشبه بجلسة الرجل انتهی اور دونوں پاؤں کو دائیں طرف نکال کر بیٹھنا تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قعدہ اخیرہ میں ثابت ہے جب مردوں کے واسطے اس کی ممانعت نہیں تو عورتوں
کے واسطے بسبب تستر کے بالاولیٰ ممانعت نہیں ابوداؤد صفت صلوٰۃ نبویہ میں ابوحمید سے مروی ہے فاذا کان
فی الرابعة افضی بورکه الیسری الی الارض واخرج من ناحیة واحدة غرض کے عورتوں کا انضمام
وانخفاض نماز میں احادیث وتعامل جمہور اہل علم از مذاہب اربعہ وغیرہم سے ثابت ہے اس کا منکر کتب حدیث
وتعامل اہل علم سے بے خبر ہے۔ واللہ اعلم حررہ عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما (فتاویٰ غزنویہ ص ۲۷-۲۸)

لے عورتوں کے لئے (نماز میں) لباس کے ساتھ اور پلو ایک بالشت یا زیادہ لٹکنے کے ساتھ پردہ کرنا اور اپنے بدن کو رکوع اور
سجدہ میں اکٹھا کرنا اور جھکانا اس قدر مشروع ہے جو مردوں کے لئے (مشروع) نہیں۔ ۲ے اور عورت سجدوں میں جھک جائے اور اپنے
پیٹ کو زانوں سے ملائے۔ ۳ے اور عورت صورت میں نماز مرد کی طرح ہے صرف اتنا فرق ہے کہ عورت سمٹ کر رہے اور اپنے بازو
و قدم یا رانوں کو کشادہ نہ کرے۔ بلکہ اپنے سجدے اور بیٹھنے اور نماز کے سب کاموں میں مل کر رہے۔ ۴ے عورت اور خنثیٰ (نماز)
میں سمٹ کر رہیں۔ ۵ے پس ہر ایک عورت اور خنثیٰ (نماز میں) اپنے بعض (جسم) کو بعض سے ملائے اگرچہ خلوت میں ہو ظاہر یہی ہے
اس لئے کہ بعض جسم کو علیحدہ رکھنے میں مردوں سے مشابہت ہوتی ہے۔ ۶ے عورت نماز میں مرد کی طرح ہے مگر عورت اپنے جسم کو رکوع اور
سجدوں اور نماز کے تمام احوال میں کٹھا کرے اور (بیٹھنے کے وقت) چوکڑی مار کر بیٹھے یا اپنے دونوں پاؤں کو اپنی داہنی طرف نکال کر

مسئلہ: سجدہ جاتے وقت ہاتھ پہلے رکھے یا گھٹنے۔ اس کے متعلق شیخ البانی نے فرمایا حدیث: فیضع
رکبتیه قبل یدیه "موضوع ہے۔ خاص کر جب اس کے مقابلہ میں صحیح حدیث موجود ہے جس کے الفاظ ہیں
"فلا یبرک کما یبرک البعیر" یعنی سجدہ میں جاتے ہوئے اونٹ کی طرح نہ بیٹھو۔" اونٹ گھٹنے پہلے رکھتا ہے
اس کے برعکس یہ ہے کہ "ہاتھ پہلے رکھیں جائیں"۔

خلاصہ یہ ہے کہ سجدہ جاتے وقت ہاتھ پہلے رکھے یا گھٹنے؟ شیخ البانی کا خیال ہے کہ "ہاتھ پہلے رکھے
گھٹنے پہلے رکھنے کی حدیث موضوع ہے۔" حضرت العلام فرماتے ہیں: "اس روایت پر موضوع کا حکم لگانا
ٹھیک نہیں: البتہ ہاتھ رکھنے کی حدیث راجح ہے۔ کیونکہ اس کا شاہد موجود ہے۔ اس کے علاوہ ان دونوں
حدیثوں میں موافقت بھی ہو سکتی ہے۔" اس سے آگے حضرت العلام نے موافقت کی صورتیں بیان فرمائی ہیں
جو مندرجہ ذیل ہیں۔ الحکم بوضع الحدیث لیس بجید ففی باب صفة الصلوٰة من بلوغ المرام عن
ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا سجد احدکم فلا یبرک کما یبرک البعیر ولیضع
یدیه قبل رکبتیه اخرجه الثلاثة وهو اقوی من حدیث وائل بن حجر رأیت النبی صلی الله علیه وسلم
اذا سجد وضع رکبتیه قبل یدیه اخرجه الاربعة فان الاول شاهد من حدیث ابن عمر صححه
ابن خزیمة وذکره البخاری معلقا موقوفا۔ انتهی
ویمکن الجمع بینهما ان الثانی محمول علی الکبر فان وائل بن حجر جاء اخیرا من
الیمن ویمکن ان یکون فعله للجواز کما فی حدیث الوتر اجعلوا آخر صلوٰتکم ... فی اللیل الوتر
مع حدیث ان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی رکعتین بعد الوتر الخ۔

تنظیم اہلحدیث ص ۲۹/۳۸

سوال: درمیان دونوں سجدوں کے اللهم اغفرلی وارحمنی وعافنی واهدنی وارزقنی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: جائز ہے۔ یہ مسئلہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب رد المحتار ص ۵۳۷ پر موجود ہے۔
فتاویٰ مفید الاحناف ص ۱

(بقیہ ص) بیٹھے اور یہ (پہلی صورت) بہتر ہے اس لئے کہ یہ اکثر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا طریقہ تھا اور (یہ صورت) مرد کے بیٹھنے کے ساتھ
بھی بہت مشابہ ہے۔ انتہیٰ ۷ے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی رکعت میں بیٹھتے تو اپنے بائیں طرف مبارک زمین سے لگاتے
اور دوسری طرف سے اپنے پاؤں مبارک نکال دیتے۔ ملخصاً

نصب العمود

فى تحقيق مسألة تجافى المرأة فى الركوع والسجود والقعود

تـأليف

المحدّث المفسر الفقيه الأُصولى النظّار

أبى محمد عبد الحق الهاشمى

السلفى

المتوفى سنة ١٣٩٢ هـ بمكة المكرمة

رحمه الله

وقال الإمام محمد بن اسماعيل الأمير اليمانى رحمه الله فى سبل السلام شرح بلوغ المرام عند شرح حديث إذا سجدت فضع كفيك وارفع مرفقيك وهذا فى حق الرجل لا المرأة فإنها تخالفه فى ذلك لما أخرجه أبو داوود فى مراسيله عن يزيد بن أبى حبيب أن النبى صلى الله عليه وسلم مر على امرأتين تصليان فقال إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض فإن المرأة فى ذلك ليست كالرجل قال البيهقى وهذا المرسل أحسن من موصولين فيه يعنى حديثين ذكرهما فى سننه وضعفهما انتهى كلام صاحب سبل السلام .

قلت هذا ما بلغنى من الأخبار والآثار من الصحابة والتابعين ومن أقوال الأئمة فى هذه المسألة .

وأولى الأقوال عندى بالاختيار قول من قال أن المرأة لا تجافى فى الركوع والسجود والقعود بل تضم بعض اللحم إلى بعض وتضم بعض اللحم إلى الأرض لأن ذلك أستر لها .

ووجه الاختيار أن الأحاديث التى احتج بها الإمام ابن حزم ومن تبعه لا شك أنها صحيحة ولكنها ليست نصًّا فى مسألة التجافى للمرأة لأنها وردت فى صفة صلاة الرجال فلا تقوم بها حجة فى حكم صلاة النساء إلا بضم قوله صلى الله عليه وسلم صلوا كما رأيتمونى أصلى وجعله عاماً ليشمل الرجال والنساء .

وأظن أن هذا الحديث ليس بعام لأن الظاهر أن الخطاب فيه للرجال دون النساء فمن اختار عمومه فعليه البيان بالدليل الواضح البين الدال على عمومه .

ومنهم من بالغ فى إثبات هذا العموم حتى ادعى أن نساء النبى صلى

حدیث: ''نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ ہم سب نوجوان ہم عمر تھے۔ ہم آپ کے پاس بیس روز ٹھہرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے رحیم مشفق تھے۔ جب آپ نے جانا کہ ہم کو اپنے گھروں کو جانے کی خواہش یا شوق پیدا ہوا ہے تو ہم سے پوچھا کہ اپنے پیچھے کن کو چھوڑ آئے ہو؟ ہم نے آپ کو اس کی خبر دی۔ تو فرمایا تم اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، ان لوگوں میں رہو، انھیں دین سکھاؤ اور ان کو حکم دو۔ مالک رضی اللہ عنہ نے چند اشیاذکر کیں۔ ابوقلابہ نے کہا مجھے وہ اشیا یاد ہیں یا یہ کہا کہ یاد نہیں۔ اور فرمایا، نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے۔ جب نماز کا وقت آجائے تو تم سے ایک شخص اذان دے اور تم سے بڑا امامت کرے۔''[۵]

غیر مقلدین حدیث شریف کے الفاظ ''نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے'' کے ظاہری معنی کو لیتے ہیں اور یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس حدیث میں عورتوں کے لیے کوئی علیحدہ حکم نہیں ہے، اسی لیے مرد اور عورت کی نماز کا طریقہ یکساں ہے۔

اہلِ سنّت و جماعت کا موقف یہ ہے کہ اس حدیث شریف کے الفاظ کو اس کے ظاہری معنی پر نہیں لیا جا سکتا۔ اور نماز ادا کرنے سے متعلق دیگر احادیث کو پیش نظر رکھنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ لیا جا سکتا ہے۔ اگر اس حدیث کے ظاہری معنی پر عمل کیا جائے تو سوال یہ اُٹھتا ہے

[۵] امام بخاری: صحیح البخاری، ج ۱، ص ۱۲۸، حدیث نمبر: ۶۳۱، قاہرہ: دار طوق النجاۃ، ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء،
حدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا عبد الوهاب قال حدثنا أيوب عن أبي قلابة قال حدثنا مالك أتينا إلى النبي صلى الله عليه وسلم ونحن شببة متقاربون فأقمنا عنده عشرين يوما وليلة وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم رحيما رفيقا فلما ظن أنا قد اشتهينا أهلنا أو قد اشتقنا سألنا عمن تركنا بعدنا فأخبرناه قال ارجعوا إلى أهليكم فأقيموا فيهم وعلموهم ومروهم وذكر أشياء أحفظها أو لا أحفظها وصلوا كما رأيتموني أصلي فإذا حضرت الصلاة فليؤذن لكم أحدكم وليؤمكم أكبركم

کہ اس دور میں کون ایسا شخص ہے جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے؟؟؟ اور جب نہیں دیکھا تو حدیث ''نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے'' پر کس طرح عمل ہو سکتا ہے؟ اگر جواب یہ دیا جائے کہ نماز پڑھنے کا طریقہ کتبِ حدیث سے سیکھا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کتابوں کے مصنف کون ہیں؟ کیا ہم کو نماز ان کتابوں سے سیکھنی ہے یا حدیث ''نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے۔'' پر عمل کرنا ہے؟ اگر جواب یہ آتا ہے کہ اس حدیث کے مفہوم و مقاصد پر عمل کرنا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ نماز ایسی پڑھو جیسے مَیں نے تمھیں ''سکھائی'' تو الحمدللہ اہلِ سنّت و جماعت کا موقف حق ثابت ہوگا کیوں کہ اہلِ سنّت کا تو یہی نظریہ ہے کہ نماز ایسی پڑھنی چاہیے جس طریقے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھایا۔ اور پھر یہ طریقہ تواتر سے آج تک قائم ہے۔

مثال کے طور پر ایک مسافر یا مریض کی نماز ایک عام انسان کی نماز سے الگ ہے۔ یہ تمام تفصیلات احادیث میں وارد ہیں۔ ٹھیک اسی طریقے سے مرد اور عورت کے طریقہ نماز میں فرق مختلف احادیث میں ذکر ہے۔ جس کے مطابق عورتوں کے بیٹھنے، سجدہ کرنے، رکوع کرنے وغیرہ کا طریقہ مردوں سے مختلف ہے۔ ان احادیث کی بنیاد پر صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عورتوں کی نماز کا طریقہ تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہ میں عورتوں اور مردوں کی نماز کے طریقے میں فرق ہے۔ اس کے برعکس غیر مقلدین کا یہ کہنا ہے کہ جس طریقے سے غیر مقلد مرد حضرات پاؤں پھیلا کر نماز پڑھتے ہیں، اسی طرح خواتین کو بھی پاؤں پھیلا کر نماز پڑھنا چاہیے۔ اُن کی یہ بھی ضد ہے کہ جس طریقے سے مرد سجدے کی حالت میں اپنی کوہنیوں، پیٹ اور رانوں کے درمیان فاصلہ رکھتے ہیں، ٹھیک اسی طرح عورتوں کو بھی ان اجزا کے درمیان فاصلہ رکھنا چاہیے۔ لیکن اہلِ سنّت و جماعت کا یہ موقف ہے کہ عورتوں کو سجدے کی حالت میں اپنے تمام اجزا سمیٹ کر رکھنے چاہئیں۔ کیوں کہ اس طرح سے زیادہ پوشیدگی اور حیا کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز عورتوں کے سجدے کا یہ طریقہ حدیث سے ثابت ہے۔[۶]

[۶] ان احادیث کا ذکر ہم آئندہ صفحات میں کریں گے۔

ناصر الدین الالبانی (۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۴ء۔ ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) موجودہ دور کے ایک غیر مقلد مولوی گزرے ہیں، جو اپنے من چاہے استدلال اور اہلِ سنت کی مخالفت کی بنا پر غیر مقلد طبقے میں بہت معروف ہیں۔ ناصر الدین البانی کا یہ موقف تھا کہ عورت اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ اُن کا یہ موقف بخاری شریف کی اُس حدیث کے غلط استدلال سے ہے جس کا ذکر ہم گذشتہ صفحات میں کر چکے ہیں۔ یہ بات غور طلب رہے کہ پچھلے چودہ سو سال میں کسی بھی فقیہ نے مذکورہ بالا حدیث سے یہ استدلال نہیں کیا جیسا کہ غیر مقلد مولوی البانی نے اختیار کیا۔ اپنے اس غلط استدلال اور اہلِ سنت کی مخالفت کو تقویت دینے کے لیے البانی نے مشہور تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ (۴۷ھ/ ۶۶۷ء۔ ۹۶ھ/ ۷۱۴ء) کے قول میں تحریف کر دی!

اس سے قبل کے ہم اس تحریف کا ذکر کریں ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ یہاں اُس حدیث شریف کا ذکر کر دیا جائے جس میں رسول اللہ ﷺ نے خیر القرون کو بشارت عطا فرمائی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں۔ پھر جو اُن کے بعد ہوں گے۔ پھر جو اُن کے بعد ہوں گے۔ پھر ایسے لوگ آئیں گے جو اپنی گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے اور قسم ہی ان کی گواہی ہوگی [۷]۔''

ابراہیم نخعی (م ۹۶ھ/ ۷۱۴ء)، مجاہد (م ۱۰۴ھ/ ۷۲۲ء)، حسن بصری (م ۱۱۰ھ/ ۷۲۸ء)، عطاؒ (م ۱۱۴ھ/ ۷۳۲ء)، حماد ابن سلمہ (م ۱۶۷ھ/ ۷۸۴ء) رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ کبائر تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف ایک اجلّہ تابعی

---

[۷] امام بخاری: صحیح البخاری، ج ۵، ص ۳، حدیث نمبر: ۳۶۵۱، قاہرہ: دار طوق النجاۃ، ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء
حدثنا محمد بن كثير أخبرنا سفيان عن منصور عن إبراهيم عن عبيدة عن عبد الله رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يجيء أقوام تسبق شهادة أحدهم يمينه ويمينه شهادته.

ہیں بلکہ ایک معروف فقیہ بھی۔ اسی بنا پر البانی نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

تابعین نے فقہی استدلال کا علم اور اُصول براہِ راست صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حاصل کیا۔ تابعین کے استدلال اور فتویٰ کو فقہا اور علما نے اُن مسائل میں قائم کیا جن کا ذکر احادیث میں صریح طور پر وارد نہیں ہوا۔

امام ابن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ/ ۸۴۹ء) نقل فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''عورت نماز میں مردوں کی مانند بیٹھے [۸]۔''

شافعی فقہ کے مطابق دوسرے تشہد میں عورت اور مرد کے بیٹھنے کا طریقہ یکساں ہے۔ جس میں پاؤں کو داہنی طرف نکال کر بیٹھا جاتا ہے۔ لیکن نماز کے دوسرے ارکان مثلاً رکوع، سجود، پہلا تشہد وغیرہ میں مرد اور عورتوں کا طریقہ دیگر مذاہب کی مانند مختلف ہے۔

لیکن البانی کو اپنا باطل نظریہ اور غلط استدلال کہ عورت و مرد کا طریقہ نماز یکساں ہے، ثابت کرنے کی ہٹ سی تھی۔ جس کے لیے اُس نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں تحریف کر دی!

البانی رقم طراز ہیں کہ ''ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عورت اور مرد کو نماز میں یکساں طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔'' [۹] البانی نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے حوالے کو مصنف ابن ابی شیبہ سے منسوب کیا ہے۔ لیکن قارئین کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول مصنف ابنِ شیبہ تو کیا کسی بھی کتبِ حدیث میں موجود نہیں ہے! شہادت کے لیے البانی کی کتاب کا عکس ملاحظہ کیجیے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا کہ عورت نماز میں مرد کی طرح (تقعد) بیٹھے۔ لیکن البانی نے اس قول کو بدل کر حضرت ابراہیم نخعی کی طرف یہ قول منسوب

---

[۸] ابن ابی شیبہ، مصنف، ج: ۲، ص: ۵۰۷، حدیث نمبر ۲۸۰۴، بیروت: دار قرطبہ، ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۶ء
حدثنا غندر، عن شعبة، عن منصور، عن إبراهيم، قال: تقعد المرأة في الصلاة كما يقعد الرجل.
[۹] البانی، صفۃ صلاۃ النبی ﷺ، ص: ۱۸۹، ریاض، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء

کر دیا کہ حضرت نے فرمایا عورت اور مرد نماز میں یکساں (تفعل) عمل کرے۔ قارئین غور فرمائیں کہ اصل عربی لفظ تقعی کو بدل کر تفعل کر دیا اور حضرت ابراہیم نخعی کی طرف منسوب کر دیا۔ اس تحریف کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بھی یہی تھا کہ عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں!!! شہادت کے طور پر ہم نے مصنف ابن ابی شیبہ کی اصل عبارت اور البانی کی کتاب "صفة صلاة النبی" کی تحریف شدہ عبارت کا عکس پیش کیا ہے۔

سعودی پیٹرو ڈالر کی زور پر البانی کی یہ کتاب مختلف زبانوں میں شائع کی گئی اور غیر مقلد نیٹ ورک نے اس کو ساری دنیا میں پھیلا دیا۔ اس کے بعد سے وہ نوجوان مسلمان جن لوگوں نے اپنے والدین اور بزرگوں سے صحیح نماز کا طریقہ نہ سیکھا تھا، اس کتاب کو پڑھ کر غلط طریقے سے نماز ادا کرنے لگے۔

بہت سی اسلامی بہنیں جب حج و عمرہ کے لیے سعودی عرب جاتی ہیں تو وہاں خواتین مطوّع کا عملہ اُن پر دباؤ ڈالتا ہے کہ وہ اُن (غیر مقلدوں) کے طریقے پر نماز ادا کریں۔ جن خواتین کو نماز کے صحیح طریقے کا علم نہیں ہوتا، وہ ان کے بہکاوے میں اس گمان کی بنا پر آجاتی ہیں کہ سعودی عرب میں جو کچھ ہوتا ہے، وہی درست ہے۔ لیکن اہلِ سنّت و جماعت اپنا طریقۂ کار قرآن و سنّت سے حاصل کرتا ہے نہ کہ سعودی علما کے فتووں کے مطابق، جن کو دین کی کتابوں میں تحریف کرنے کی عادت سی لگ گئی ہے[1]۔

غیر مقلد فرقہ بڑی تیزی سے نوجوان اور کم پڑھے لکھے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے بہت سے حربے اختیار کر رہا ہے۔ سماج میں اگر غیر مقلدین پر نظر ڈالی جائے تو ان میں اکثر و بیشتر نوجوان اور کم عمر افراد ہی نظر آتے ہیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا چودہ سو سال کے تمام علما و عام مسلمان کا طریقۂ نماز غلط تھا؟ اس فتنے سے بچنے کے لیے آج ضروری ہے کہ تمام نوجوان اہلِ سنّت و جماعت سے جڑ جائیں جو کہ سوادِ اعظم ہے۔ اور اس

[1] اسلامی کتب میں تحریفات کے گھنونے سازش کو جاننے کے لیے راقم الحروف کی کتاب "تحریفات" ناشر فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن کا مطالعہ کریں۔

جماعت کی کامیابی کی بشارت احادیث میں وارد ہے۔

آئندہ صفحات میں ہم نے کتبِ حدیث سے جو دلائل پیش کیے ہیں، اس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ مرد اور عورت کے طریقۂ نماز میں فرق ہے۔ ان دلائل پر غیر مقلدین کے جو اعتراضات شائع ہوئے ہیں، اُن کا بھی مفصل اور تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ سب سے پہلے اُن قوانین اور شرائط کا ذکر کیا گیا ہے جس میں عورت اور مرد کی نماز میں فرق پایا جاتا ہے۔

☆☆☆☆

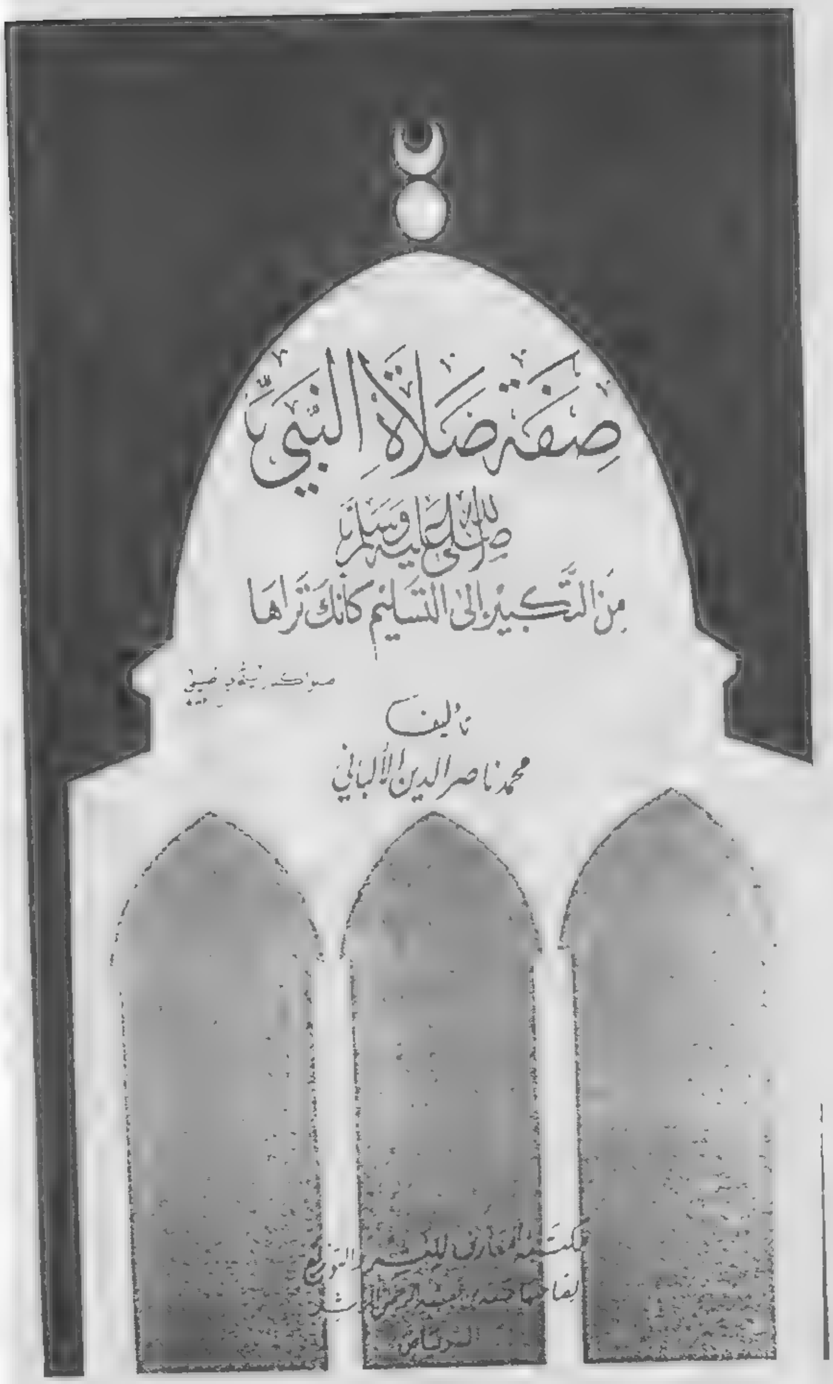

الخاتمة

كل ما تقدم من صفة صلاته ﷺ يستوي فيه الرجال والنساء، ولم يرد في السنة ما يقتضي استثناء النساء من بعض ذلك، بل إن عموم قوله ﷺ: «صلوا كما رأيتموني أصلي» يشملهن، وهو قول إبراهيم النخعي قال:

«تفعل المرأة في الصلاة كما يفعل الرجل».

أخرجه ابن أبي شيبة (١/٧٥/٢) بسند صحيح عنه.

وحديث انضمام المرأة في السجود، وأنها ليست في ذلك كالرجل؛ مرسل لا حجة فيه. رواه أبو داود في «المراسيل» (١١٧/٨٧) عن يزيد بن أبي حبيب، وهو مخرج في «الضعيفة» (٢٦٥٢).

وأما ما رواه الإمام أحمد في «مسائل ابنه عبد الله عنه» (ص ٧١) عن ابن عمر أنه كان يأمر نساءه يتربعن في الصلاة؛ فلا يصح إسناده لأن فيه عبدالله بن العمري، وهو ضعيف.

وروى البخاوي في «التاريخ الصغير» (ص ٩٥) بسند صحيح عن أم الدرداء:

«أنها كانت تجلس في صلاتها جلسة الرجل، وكانت فقيهة».

* * *

وهذا آخر ما تيسر جمعه في صفة صلاة النبي ﷺ من التكبير إلى التسليم، وأرجو الله تعالى أن يجعله خالصاً لوجهه الكريم، وهادياً إلى سنة نبيه الرؤوف الرحيم.

٢٧٨، ٢٨٠١ ـ حدثنا وكيع، عن ثور، عن مكحول: أن أم الدرداء كانت تجلس في الصلاة كجِلسة الرجل.

٢٨٠٢ ـ حدثنا عبد الوهاب الثقفي، عن عبيد الله، عن نافع قال: تَربَّعُ.

٢٨٠٣ ـ حدثنا معتمِر بن سليمان، عن سَلْم، عن قتادة قال: تجلس كما ترى أنه أيسرُ.

٢٨٠٤ ـ حدثنا غندر، عن شعبة، عن منصور، عن إبراهيم قال: تقعد المرأة في الصلاةِ كما يقعد الرجل.

٢٨٠٥ ـ حدثنا وكيع، عن العمري، عن نافع قال: كن نساءُ ابنِ عمر يتربَّعن في الصلاة.

٢٧٩٠ ٢٨٠٦ ـ حدثنا غندر، عن شعبة قال: سألت حماداً عن قعود المرأة

٢٧١

٢٨٠٣ ـ «سلم»: هو الصواب وهو ابن أبي الذيال، وتحرف اسمه في النسخ إلى: مسلم.

٢٨٠٤ ـ «تقعد المرأة في الصلاة..»: هكذا جاءت الكلمة «تقعد» مرتين في النسخ كلها، وتحرَّفت في نسخة الظاهرية التي هي «مختصر» من «المصنَّف» ففيها ٨٦/أ: تفعل المرأة..، وهذا مخالف للنسخ، ولا يتفق مع عنوان الباب، ومخالف لما تقدم برقم (٢٧٩٨) من أن للمرأة هيئة خاصة في بعض مواقف صلاتها تختلف فيها مع الرجل. ووقع في هذا التحريف صاحب «صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم» في الخاتمة التي كتبها في كتابه هذا، ص٢٠٧ من الطبعة الثامنة، وغلط في نسبة هذا القول إلى «المصنَّف»، فكأنه كان يظن نسخةَ المختصر أصلاً؟.

عورتوں اور مردوں کی نماز کے احکام میں فرق

(۱) جمعہ مردوں پر فرض ہے، عورتوں پر نہیں۔

”قیس بن مسلم نے حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نمازِ جمعہ ادا کرنا ہر مسلمان پر ضروری حق ہے سوائے چار کے۔ مملوک غلام، عورت، بچہ اور بیمار کے[11]۔“

(۲) عورت پر اذان اور اقامت نہیں ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”عورتوں پر نہ اذان ہے اور نہ اقامت۔“[12]

امام ابنِ حجر عسقلانی نے بھی اس روایت کو ”تلخیص الحبیر“ میں نقل فرمایا ہے۔[13]

(۳) مرد اور عورت کے سترِ عورت میں بھی فرق ہے۔ عورتوں کو نماز کے وقت اپنے سر کے بالوں سے لے کر پیروں کے ٹخنے تک پورے بدن کو چھپانا لازم ہے، صرف چہرہ اور ہتھیلیاں کھلی رکھ سکتی ہیں۔ جبکہ مردوں کے لیے ایسی قید نہیں۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بالغہ عورت کی نماز

---

[11] ابوداؤد، کتاب السنن، ج ۲، ص ۹۲، حدیث نمبر ۱۰۶۰، بیروت: مؤسسۃ الریان، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء
حدثنا عباس بن عبد العظيم حدثني إسحق بن منصور حدثنا هريم عن إبراهيم بن محمد بن المنتشر عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الجمعة حق واجب على كل مسلم في جماعة إلا أربعة عبد مملوك أو امرأة أو صبي أو مريض.

[12] امام بیہقی، السنن الکبریٰ، ج:۱، ص:۴۰۸، حدیث نمبر:۱۷۷۹، مکہ المکرمہ، دار الباز، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء
أخبرنا أبو زكريا المزكي وأبو بكر بن الحسن القاضي قالا: ثنا أبو العباس: محمد بن يعقوب. ثنا بحر بن نصر قال: قرء على ابن وهب. أخبرك عبد الله بن عمر. عن نافع. عن ابن عمر أنه قال: ليس على النساء أذان ولا إقامة.

[13] ابنِ حجر، تلخیص الحبیر، ج:۱، ص:۵۲۱، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۸۹ء
حديث ابن عمر: "ليس على النساء أذان" رواه البيهقي من حديثه موقوفا بسند صحيح وزاد: "ولا إقامة.

قبول نہیں فرماتا مگر اوڑھنی (دوپٹہ) کے ساتھ۔[۱۴]

(۴) عورتیں نماز میں مَردوں کی صف میں شامل نہیں ہوسکتیں۔ اُنہیں مَردوں کے پیچھے کھڑے ہونے کی اجازت ہے۔

عبداللہ بن محمد، سفیان، اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ میں اور ایک یتیم نے اپنے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ماجدہ حضرت اُمِّ سلیم ہمارے پیچھے تھیں۔[۱۵]

(۵) عورت نماز میں مرد کی امامت نہیں کرسکتی۔

امام ابن ماجہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث ضعیف سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہ کرے۔''[۱۶]

امام سحنون مالکی (م ۲۴۰ھ/ ۸۵۴ء) نقل فرماتے ہیں: ''علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورت مرد کی امامت نہ کرے۔''[۱۷]

---

[۱۴] ابوداؤد، کتاب السنن، ج۱، ص ۴، حدیث نمبر ۶۴۱، بیروت: موسسۃ الریان، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء
حدثنا محمد بن المثنى حدثنا حجاج بن منهال حدثنا حماد عن قتادة عن محمد بن سيرين عن صفية بنت الحارث عن عائشة عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال لا يقبل الله صلاة حائض إلا بخمار

[۱۵] امام بخاری: صحیح البخاری، ج۱، ص ۱۳۶، حدیث نمبر: ۷۲۷، قاہرہ: دارطوق النجاۃ، ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء
حدثنا عبدالله بن محمد، قال: حدثنا سفيان، عن إسحاق، عن أنس بن مالك، قال: "صليت أنا ويتيم فى بيتنا خلف النبى صلى الله عليه وسلم، وأمى أم سليم خلفنا.

[۱۶] امام ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ج:۱، ص: ۳۴۳، حدیث نمبر ۱۰۸۱، بیروت: دارالفکر ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء
ولا تؤمن امرأة رجلا.

[۱۷] امام سحنون، المدونہ الکبریٰ، ج:۱، ص: ۱۷۸، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء (اس روایت کو امام ابنِ ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں بھی نقل فرمایا ہے: حدثنا ابو بکر قال: حدثنا وکیع عن ابن ابی ذنب عن مولی لبنی هاشم عن علی قال: لا تؤم المرأۃ۔ ابن ابی شیبہ، مصنف، ج: ۳، ص: ۵۷۰، حدیث نمبر ۴۹۴۹، بیروت: دارقرطبہ، ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۶ء)

قال ابن وهب عن ابن أبى ذئب عن مولى لبنى هاشم أخبره عن على بن أبى طالب أنه قال: لا تؤم المرأة

(۶) نماز میں کسی غلطی کی نشان دہی یا امام کو متوجہ کرنے کے لیے مَردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہیے۔ جبکہ عورتیں صرف تالی بجاسکتی ہیں۔

علی بن عبداللہ، سفیان، زہری، ابوسلمہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ کہنا مَردوں کے لیے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔[۱۸]

(۷) مَردوں کو جماعت کی نماز پڑھنے سے انفرادی نماز پڑھنے کے مقابلے میں ستائیس ۲۷ گنا زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس عورتوں کو زیادہ ثواب اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

ابوالاحوص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کی گھر میں پڑھی ہوئی نماز افضل ہے اُس نماز سے جو اس نے صحن میں پڑھی اور اس کی کوٹھری میں پڑھی ہوئی نماز افضل ہے اس نماز سے جو اس نے اپنے گھر میں پڑھی۔[۱۹]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے الخمار کی تعریف میں فرمایا کہ یہ وہ ہے جو جلد اور بال دونوں کو چھپادے۔[۲۰]

ایک دوسری روایت میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علقمہ بن ابو علقمہ کی والدہ محترمہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حفصہ بنت عبدالرحمٰن حاضر ہوئیں۔ حفصہ کے سر پر باریک دوپٹہ تھا۔ حضرت عائشہ نے اسے پھاڑ دیا اور انھیں

---

[۱۸] امام بخاری: صحیح البخاری، ج۲، ص ۶۳، حدیث نمبر: ۱۲۰۳، قاہرہ: دارطوق النجاۃ، ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء
حدثنا على بن عبد الله حدثنا سفيان حدثنا الزهرى عن أبى سلمة عن أبى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال التسبيح للرجال والتصفيق للنساء.

[۱۹] ابوداؤد، کتاب السنن، ج۱، ص ۲۲۰، حدیث نمبر ۵۷۱، بیروت: موسسۃ الریان، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء
حدثنا ابن المثنى، أن عمرو بن عاصم حدثهم، قال: حدثنا همام، عن قتادة، عن مورق، عن أبى الأحوص، عن عبد الله، عن النبى صلى الله عليه وسلم، قال: "صلاة المرأة فى بيتها أفضل من صلاتها فى حجرتها، وصلاتها فى مخدعها أفضل من صلاتها فى بيتها.

[۲۰] امام عبدالرزاق، مصنف، ج: ۳، ص: ۱۳۲، حدیث نمبر ۵۰۴۹، بیروت: مجلس الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء
عن الثورى، عن إسماعيل الحنفى، عن أبى زيد عن عائشة، قالت: إنما الخمار ما وارى الشعر والبشر.

موٹا دوپٹہ اُڑھا دیا۔ [۲۱]

اس سے واضح ہوا کہ عورتوں کو نماز کے دوران نہ صرف اپنے بالوں کو ڈھانک لینا چاہیے بلکہ اس بات کو بھی یقینی بنانا چاہیے کہ کپڑا اِتنا مہین نہ ہو کہ اُن کے بالوں کا رنگ ظاہر ہو جائے۔

قارئین غور فرمائیں! عورتوں کا آخری صف میں کھڑا ہونا، مردوں کی امامت نہ کرنا، اذان اور اقامت نہ دینا...... وغیرہ ان تمام احکام کا مقصد یہ ہے کہ عورتوں کا زیادہ سے زیادہ پردہ اور پوشیدگی کا اہتمام ہو سکے، جو عورتوں کے مزاج کے موافق ہے۔

☆☆☆☆

---

[۲۱] امام مالک، موطا، ج: ۲، ص: ۹۱۳، کتاب اللباس، قاہرہ: مصطفی البابی الحلبی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء

وحدثنی عن مالك عن علقمة بن أبي علقمة . عن أمه أنها قالت : دخلت حفصة بنت عبد الرحمن على عائشة زوج النبى صلى الله عليه وسلم . وعلى حفصة خمار رقيق . فشقته عائشة . وكستها خمارا كثيفا .

عورت سجدہ کیسے کرے؟

حضرت یزید بن ابی حبیب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو عورتوں کے پاس سے ہوا، جو نماز پڑھ رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا بعض حصہ زمین سے ملا لیا کرو کیوں کہ عورت اس میں مرد کی طرح نہیں ہے۔ [۲۲]

<u>نوٹ:</u>

۱) یزید ابن حبیب (م ۱۲۸ھ/ ۷۴۵ء) مشہور تابعی ہیں، جن سے امام بخاری نے تیئیس ۲۳/ اور امام مسلم نے اڑتیس ۳۸/ روایتیں اپنی صحیح میں شامل کیں۔ انہوں نے صحابیِ رسول حضرت عبداللہ ابن حارث الزبیدی سے روایت فرمائی۔ [۲۳]

۲) سلیمان بن داؤد (م ۲۵۳ھ/ ۸۶۷ء) کو امام نسائی اور امام ابن حجر نے ثقہ قرار دیا۔ ابن حبان نے انہیں ثقات میں نقل کیا۔

۳) عبداللہ ابن وہب ابن مسلم (م ۱۹۷ھ/ ۸۱۹ء) تمام کتب صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ اور امام مالک کے شاگردوں میں شامل ہیں۔

۴) حیوۃ بن شریح (م ۱۵۷ھ/ ۷۷۴ء) تمام کتب صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

۵) سالم بن غیلان (م ۱۵۱ھ/ ۷۶۸ء) مشہور فقیہ جن کا شمار یزید بن حبیب کے

---

[۲۲] ابوداؤد، کتاب المراسیل، ص: ۱۰۳، بیروت: دار القلم، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء

عن سليمان بن داود عن ابن وهب عن حيوة بن شريح عن سالم بن غيلان عن يزيد بن أبي حبيب بهذا و عن يزيد بن أبي حبيب : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على امرأتين تصليان فقال إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض فإن المرأة ليست في ذلك كالرجل.

[۲۳] امام ابن حبان: الثقات، ج: ۵، ص: ۵۴۶، نمبر ۶۱۶۳، بیروت: دار الکتب، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء

يزيد بن أبي حبيب المصرى كنيته أبو رجاء واسم أبي حبيب قيس وقد قيل سويد مولى بنى عامر بن لؤى سمع عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدى يروى عنه أهل مصر مات في ولاية أبي جعفر سنة ثمان وعشرين ومائة وهو ما بين الخمس والسبعين إلى الثمانين.

شاگردوں میں ہے۔ امام احمد، ابو داؤد، نسائی اور ابن حجر نے ان کے متعلق "لیس به بأس" کا استعمال کیا، جو "صدوق" کے درجے میں استعمال ہوتا ہے۔ امام ابن حبان اور ابن شاہین نے ان کو کتاب الثقات میں شامل کیا ہے۔ امام ابن یونس نے انہیں فقیہ اور امام ابن العجلی نے ثقہ قرار دیا۔ [۲۴]

ان تمام تعدیل کو نظر انداز کر کے سلفی حضرات امام دارقطنی کے قول کو اختیار کرتے ہیں، جنہوں نے سالم بن غیلان کو متروک کہا۔ لیکن یہ جرح مفسر نہیں ہے۔ جس کی بنا پر تعدیل کے مقابلے میں اس کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔

سلفی اعتراض: یہ ایک مرسل روایت ہے چنانچہ اس کو حجت کے طور پر استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

جواب: جس حدیث کی سند کے آخر سے کوئی راوی ساقط ہو مثلاً تابعی، صحابی کو چھوڑ کر حضور ﷺ سے بلا واسطہ روایت کرے، اُسے مرسل حدیث کہتے ہیں۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں: ''مراسیل کا جہاں تک تعلق ہے، تو پہلے زمانے میں امام مالک، سفیان ثوری اور امام اوزاعی وغیرہ ان سے استدلال کرتے تھے۔ یہاں تک کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا زمانہ آیا اور انہوں نے مرسل حدیث پر کلام کرنا شروع کیا۔ بہر حال جب حدیث متصل نہ ہو تو حدیث مرسل سے استدلال کیا جاتا ہے، اگر چہ وہ متصل کی طرح قوی نہیں ہوتی۔ [۲۵]

---

[۲۴] امام ابن حجر: تہذیب التہذیب، ج: ۳، ص: ۳۸۳، نمبر ۸۱۵، بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء
روى عن دراج أبي السمح والوليد بن قيس ويزيد بن أبي حبيب ويحيى بن سعيد الانصارى وغيرهم وعنه حيوة بن شريح وابن لهيعة وعبد الحميد بن سالم وابن وهب قال عبدالله بن احمد عن أبيه ما أرى به بأسا وقال أبو داود لا بأس به وقال النسائي ليس به بأس وذكره ابن حبان في الثقات.
قلت: وقال ابن يونس كان فقيها فقال توفي سنة ثلاث وخمسين ومائة وقال ابن بكير سنة (51) قال ابن يونس وهو عندي اصح وقال العجلي ثقة وفي الميزان عن الدارقطني أنه متروك

[۲۵] امام ابو داؤد، رسالۃ ابی داؤد الی أهل مكة فی وصف سننہ، ص: ۲۵، بیروت، مکتبہ اسلامی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۴ء
أما المراسيل فقد كان يحتج بها العلماء فيما مضى مثل سفيان الثورى ومالك والأوزاعى حتى جاء الشافعي فتكلم فيه وتابعه على ذلك أحمد بن حنبل وغيره فإذا لم يكن مسند غير المراسيل ولم يوجد المرسل يحتج به وليس هو مثل المتصل في القوة.

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام احمد اور اکثر فقہا کے نزدیک مرسل قابلِ استدلال ہے۔ اور امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ جب مرسل کی تائید کسی دوسرے ذریعے سے ہو جائے تو وہ قابلِ استدلال ہے۔ [۲۶]

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام ابن جریر کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: ''تمام تابعین مرسل کے مقبول ہونے پر متفق ہیں، ان میں سے کسی کا انکار منقول نہیں۔ اس کے بعد دوسو سال تک بھی کسی امام نے انکار نہیں کیا۔ [۲۷]

ان تمام عبارات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علمائے کرام نے کچھ شرطوں کے ساتھ مرسل روایات کو قبول کیا ہے۔ گذشتہ چودہ سو سالوں میں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہ کے تمام علمائے کرام نے امام ابو داؤد کی مذکورہ بالا مرسل روایات سے یہ استدلال کیا ہے کہ عورت کو سجدے کے وقت اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے ملا کر رکھنا چاہیے۔ اس کے برعکس مردوں کو سجدے کی حالت میں اپنے اجزا زمین سے اُٹھا کر رکھنے چاہئیں۔ ان کی کہنیاں زمین سے مَس نہ ہونی چاہیے۔ عورتوں اور مردوں کے بیچ اس فرق کا سبب سَتر اور پوشیدگی ہے۔ سجدے کی حالت میں عورتوں کے اجزا زمین سے ملنے کی وجہ سے زیادہ پوشیدگی اور حیا مضمر ہے۔

غیر مقلدین حضرات اُصولِ حدیث سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ''اہلِ حدیث'' کہتے ہیں۔ اُصولِ فقہ اور حدیث کی مخالفت کرتے ہوئے یہ حضرات صرف البانی کی تقلید کرتے ہیں۔

☆☆☆☆

---

[۲۶] امام نووی شرح صحیح مسلم، ص: ۳۰، قاہرہ، مکتبہ الازہر، ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۹ء۔
ومذهب مالك وأبي حنيفة وأحمد وأكثر الفقهاء أنه يحتج به ومذهب الشافعي أنه اذا انضم الى الجواب ما يعضده احتج به وذلك بأن يروى أيضا.

[۲۷] امام سیوطی: تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، ج ۱، ص ۱۰۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء
قال ابن جرير أجمع التابعون بأسرهم على قبول المرسل ولم يأت عنهم إنكاره ولا عن أحد من الأئمة بعدهم إلى رأس المائتين.

عورت کو نماز میں کیسے بیٹھنا چاہیے؟

''مسند ابوحنیفہ'' میں یہ روایت موجود ہے کہ امام ابوحنیفہؒ امام نافع [۲۸] سے راوی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں نماز کس طرح پڑھتی تھیں؟ فرمایا وہ چارزانو (تربع) بیٹھتی تھیں۔ پھر اُن کو حکم دیا گیا کہ سُرین کے بل (یحتفون) بیٹھیں۔ [۲۹]

حدیث کا تجزیہ

بعض غیر مقلدین حضرات نے اس روایت پر قول کیا ہے۔ اس لیے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ان تمام اشکال کا جواب دے دیا جائے۔

پہلی سند:

وأخرجه القاضی عمر بن الحسن الأشنانی عن علی بن محمد البزاز عن أحمد بن محمد بن خالد عن زر بن نجیح عن ابراهیم بن المهدی عن أبی جواب الأحوص بن جواب عن سفیان الثوری عن أبی حنیفه رحهم الله.

قاضی عمر بن الحسن الاشنانی (م ۳۳۹ھ/ ۹۵۰ء) نے مذکورہ بالا روایت کو مسند ابوحنیفہ روایہ الاشنانی میں نقل کیا ہے۔ اس کی سند میں تمام راوی ثقہ ہیں۔ [۳۰]

---

[۲۸] نافع (م ۱۱۷ھ/ ۷۳۵ء) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور علم حدیث میں امام ابوحنیفہ نے ان سے سماعت کی۔

[۲۹] عبداللہ الحارثی، مسند ابوحنیفہ روایہ حارثی، ص ۴۰، نمبر ۹۷، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء،

قال أبو محمد: كتب الى زكريا بن يحى النيسابورى، وحدثنى قبيصة الطبرى، عنه. قال: أخبرنى عبدالله بن أحمد بن خالد الرازى، حدثنى ابن نجيح أبو ثابت البصرى، أخبرنا ابراهيم بن المنذر، أخبرنا أبو الجواب الأحوص بن جواب. أخبرنا سفيان الثورى، عن أبى حنيفة. عن نافع. عن ابن عمر. أنه سئل كيف كان النساء يصلين على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم؛ قال: "لكن يتربعن ثم أمرن أن يحتفزن."

[۳۰] الخوارزمی، جامع مسانید امام الاعظم، ج: ۱، ص: ۴۹۳، حیدرآباد، دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء،

دوسری سند:

أخرجه أبو محمد البخاری عن قبیصه الطبری عن زكريا بن يحى النيسابوری عن عبدالله بن أحمد بن خالد الرازی عن أبی ثابت زر بن نجيح البصری عن ابراهيم بن المهدی عن أبی الجواب الأحوص بن الجواب عن سفيان الثوری عن أبی حنيفه رضی الله عنهما.

عبداللہ ابن محمد الحارثی (م ۳۴۰ھ/ ۹۵۲ء) نے اس روایت کو مسند ابو حنیفہ روایہ الحارثی میں نقل کیا ہے۔ بعض حضرات نے بغض کی بنا پر امام الحارثی کے اوپر قول کیا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بہت سے محدثین نے ان کے بارے میں اچھی رائے قائم کی ہے۔ طوالت کے خوف سے ہم یہاں اس مسئلے پر گفتگو نہیں کر رہے کیوں کہ جو پہلی سند پیش کی ہے، اُس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ [۳۱]

تیسری سند:

وأخرجه ابن خسرو فی مسنده عن أبی الفضل بن خیرون عن خاله أبی علی الباقلانی عن أبی عبدالله بن دوست العلاف عن القاضی الأشنانی باسناده المذكور الى أبی حنيفه رحمه الله.

ابوعبداللہ الحسین بن محمد بن خسرو بلخی (م ۵۲۲ھ/ ۱۱۲۸ء) نے مذکورہ بالا روایت کو مسند ابو حنیفہ روایہ الخسرو میں نقل کیا ہے۔ اس کی سند میں تمام راوی ثقہ ہیں۔ [۳۲]

غیر مقلدین حضرات نے پہلی اور تیسری اسناد کو جان بوجھ کر نظر انداز کر دیا اور صرف دوسری سند کو ضعیف سمجھتے ہوئے متروک قرار دیا، یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم اہلِ سنّت کے پاس صرف یہی ایک دلیل ہے، جبکہ دیگر روایات سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو رہی ہے۔

غیر مقلد حضرات کی علمی خیانت کا یہ پرانا طریقہ رہا ہے۔ کسی مسئلے پر اگر مختلف اسناد سے کوئی روایت وارد ہوئی ہے تو غیر مقلدین جان بوجھ کر قوی اسناد کو نظر انداز کر کے صرف ضعیف اسناد کا ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح سادہ لوح مسلمان کو ''ضعیف حدیث، ضعیف حدیث'' کی رٹ لگا کر اہلِ سنّت سے بدظن اور دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

---

[۳۱] ایضاً

[۳۲] ایضاً

چاروں فقہی مذاہب اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ نماز میں عورتوں کے بیٹھنے کا طریقہ وہ ہو جس سے زیادہ سے زیادہ اُن کی پوشیدگی اور حیا کا اظہار ہو۔ مذکورہ بالا روایت کو نظر انداز کرتے ہوئے غیر مقلدین حضرات اپنے مولوی البانی کی تقلید کرتے ہوئے زیادہ فخر محسوس کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا روایت میں یہ ارشاد فرمایا کہ عورتوں کو شروع میں چارزانو بیٹھنے کی اجازت تھی۔ پھر ان کو حکم دیا گیا کہ سُرین کے بل بیٹھے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ تمام روایتیں جن میں عورتوں کے چارزانو (تربع) بیٹھنے کا ذکر ملتا ہے، وہ ابتداے اسلام کے زمانہ کی ہیں۔ بعد میں حضور اکرم ﷺ نے عورتوں سے متعلق نماز کے احکام کو بدلتے ہوئے حکم فرمایا کہ اب وہ سُرین کے بل بیٹھا کریں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ ''حکم دیا گیا'' مرفوع حدیث کے حکم میں آتا ہے۔

امام حصکفی (م ۶۵۰ھ/ ۱۲۵۲ء) نے بھی اس روایت کو اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔[۳۳]
اوراس کتاب پر امام ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۵ء) شرح لکھتے ہوئے اس روایت کو تسلیم کیا۔[۳۴]

اب تک ہم نے دو احادیث کا ذکر کیا ہے، جو یہ واضح کرتی ہیں کہ عورتوں کا نماز میں بیٹھنے اور سجدہ کرنے کا طریقہ مَردوں سے الگ ہے۔ یہ طریقہ اختیار کرنے سے عورتوں کو زیادہ سے زیادہ حیا، پوشیدگی اور سہولت حاصل ہوتی ہے، جو مقصدِ شرعی بھی ہے۔ اس کے برعکس غیر مقلد حضرات اس بات پر بضد ہیں کہ عورتوں کو مَردوں کی مانند ہی سجدہ کرنا چاہیے! اُن کی اس ضد پر عورتیں اگر عمل کریں گی تو یہ نہایت ناشائستہ اور بے شرمی معلوم ہوتی ہے۔ کیوں کہ مَردوں کی مانند سجدہ کرنے سے سُرین اُٹھ جاتی ہیں جو کہ عورتوں کے لیے نازیبا اور شرم کا باعث ہے۔

ان احادیث کے بعد ہم اب اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے مزید دلائل پیش کریں گے۔

---

۳۳ الحصکفی، مسند ابوحنیفہ روایہ حصکفی، ص:۱۱۸، قاہرہ، الآداب، سال طبع ندارد

۳۴ علی القاری: شرح مسند ابوحنیفہ، ص:۱۹۱، بیروت، دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء)

ہاتھ اُٹھانے کا طریقہ

نماز میں مرد اپنے ہاتھوں کو کان کی لَو تک اور عورتیں کندھوں تک اُٹھاتی ہیں۔ مرد ہو یا عورت کوئی بھی فرد نماز میں اقامت کے وقت اگر اپنے ہاتھوں کو کان کی لَو تک اُٹھاتا ہے تو اُس کے بازو اور بغل کے درمیان فاصلہ بن جاتا ہے، جبکہ صرف کندھوں تک ہاتھ اُٹھانے سے یہ فاصلہ نہیں بنتا۔ کوئی بھی شخص عملی طور پر یہ آزما سکتا ہے۔ کندھوں تک ہاتھ اُٹھانے کی صورت میں زیادہ پوشیدگی اور ستر پوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے عورتوں کی جسمانی ساخت کی بنا پر اُن کے لیے یہ طریقہ کار اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس کی تائید میں حدیث پیش کی جاتی ہے۔

۱) عبد ربہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت اُم درداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنے کندھوں تک ہاتھ اُٹھاتی تھیں۔[۳۵]

۲) حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرد اپنے کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور اپنی چھاتیوں تک اُٹھائے۔[۳۶]

---

۳۵ امام بخاری، جزرفع یدین، ص:۲۶، حدیث نمبر ۲۰، بیروت، دارابن حزم، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء

حدثنا خطاب بن عثمان عن إسماعيل عن عبد ربه بن سليمان بن عمير قال: رأيت أم الدرداء ترفع يديها في الصلاة حذو منكبيها

۳۶ الطبرانی، المعجم الکبیر، ج:۲۲، ص:۱۹، قاہرہ، مکتبہ ابن تیمیہ، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء

حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي قال حدثتني ميمونة بنت عبد الجبار بن وائل بن حجر عن أبيها عبد الجبار عن علقمة عمها عن وائل بن حجر قال: جئت النبي صلى الله عليه وسلم فقال: هذا وائل بن حجر جاء كم لم يجئكم رغبة ولا رهبة جاء حبا لله ولرسوله وبسط له رداءه وأجلسه إلى جنبه وضمه إليه وأصعد به المنبر فخطب الناس فقال لأصحابه: ارفقوا به فأنه حديث عهد بالملك فقلت: إن أهلي قد غلبوني على الذي لي قال: أنا أعطيكه وأعطيك ضعفه فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا وائل بن حجر إذا صليت فاجعل يديك حذاء أذنيك والمرأة تجعل يديها حذاء ثدييها.

امام ہیثمی فرماتے ہیں کہ امام طبرانی نے ایک طویل حدیث کے تحت اس حدیث کو ذکر کیا۔ اس کی سند میں میمونہ بنت حجر ہیں جو اُمّ یحییٰ بن عبدالجبار سے روایت کرتی ہیں، جن کو مَیں نہیں جانتا اور باقی راوی سب ثقہ ہیں۔[۳۷]

چھاتی یا کندھے تک ہاتھ اُٹھانے میں زیادہ فرق نہیں۔ کیوں کہ چھاتی تک ہاتھ اُٹھانے میں اُنگلیوں کی پور کندھوں تک آتی ہے جب کہ اگر عورت اپنے ہاتھوں کو کان کی لَو تک اُٹھاتی ہے تو ایسی حالت میں اس کے بازو اور بغل کے درمیان فاصلہ بن جاتا ہے۔ جو عورت کے بدن کو پوشیدہ کرنے میں رکاوٹ کا سبب بنتا ہے۔

مذکورہ بالا روایت کی سند میں ایک مجہول راوی کی بنا پر وہ سند ضعیف ہے۔ لیکن حضرت اُمّ درداؓ کی سند جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، اس ضعیف سند کو تقویت پہنچاتی ہے۔ واضح رہے کہ یہ ضعیف سند اپنے آپ میں حجت کے طور پر نہیں پیش کی گئی ہے، بلکہ حضرت اُمّ درداؓ والی صحیح سند کے علاوہ پیش کی ہے۔

۳) حضرت عطا (مشہور تابعی) سے عورتوں کے نماز میں ہاتھ اُٹھانے سے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ عورتوں کو اپنے ہاتھ چھاتیوں تک اُٹھانا چاہیے۔[۳۸]

۴) حماد ابن سلمہ (مشہور تابعی) یہ کہا کرتے تھے کہ عورتیں نماز میں اپنے ہاتھوں کو چھاتیوں تک اُٹھائیں۔[۳۹]

۵) حضرت ابن جریج کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عطا سے پوچھا کہ کیا عورت مردوں

۳۷ امام ہیثمی، مجمع الزوائد، ج:۲، ص:۲۷۲، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء

رواه الطبرانی فی حدیث طویل فی مناقب وائل من طریق میمونة بنت حجر عن عمتها أم یحیی بنت عبدالجبار ولم أعرفها. وبقیة رجاله ثقات

۳۸ ابن ابی شیبہ، مصنف، ج:۲، ص:۴۲۱، حدیث نمبر ۲۴۸۶، بیروت: دار قرطبہ، ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۶ء

حدثنا هشیم قال أنا شیخ لنا قال سمعت عطاء سئل عن المرأة کیف ترفع یدیها فی الصلاة قال حذو ثدییها

۳۹ ایضاً، حدیث نمبر: ۲۴۸۸

حدثنا خالد بن حیان عن عیسی بن کثیر عن حماد أنه کان یقول فی المرأة إذا استفتحت الصلاة ترفع یدیها إلی ثدییها.

کی طرح تکبیر میں ہاتھ سے اشارہ کرے گی؟ حضرت عطا نے فرمایا کہ عورت مردوں کی طرح تکبیر میں ہاتھ نہ اُٹھائے گی، پھر انہوں نے ہاتھ اُٹھانے کا طریقہ دکھایا اور اپنے ہاتھوں کو جسم کے قریب اور بہت نیچے رکھا۔ اور فرمایا کہ عورتوں کے لیے جو طریقہ ہے، مردوں کے لیے وہ نہیں۔[۴۰، ۴۱]

☆☆☆☆

۴۰ ایضاً، حدیث نمبر: ۲۴۸۹

حدثنا محمد بن بکر عن ابن جریج قال قلت لعطاء تشیر المرأة بیدیها بالتکبیر کالرجل قال لا ترفع بذلك یدیها کالرجل وأشار فخفض یدیه جدا وجمعهما إلیه جدا وقال إن للمرأة هیئة لیست للرجل وإن ترکت ذلك فلا حرج

۴۱ عبدالرزاق، مصنف، ج:۳، ص:۱۷۳، حدیث نمبر ۵۰۶۶، بیروت، مجلس اسلامی، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء

عبد الرزاق عن ابن جریج قال: قلت لعطاء أتشیر المرأة بیدیها کالرجال بالتکبیر، قال: لا ترفع بذلك یدیها کالرجال، وأشار، فخفض یدیه جدا وجمعهما إلیه، وقال: للمرأة هیئة لیست للرجل.

عورتیں نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں؟

نماز میں عورتوں کے ہاتھ باندھنے کے متعلق غیر مقلد حضرات کا اہلِ سنّت وجماعت سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ خواتین اہلِ سنّت ہاتھ چھاتیوں پر رکھتی ہیں، جو کہ اُن کے لیے زیادہ حیا اور ستر پوشی کا باعث ہے۔

جہاں تک مرد حضرات کا تعلق ہے، تو وہ زیر ناف ہاتھ باندھتے ہیں۔ مَردوں کے اس عمل کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں جناب علقمہ اپنے باپ حضرت وائل بن حجر سے راوی ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے ہوئے نماز میں زیر ناف۔ [۴۲]

ایک دوسری روایت جس کے راوی بھی حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ ہیں، لیکن اس سند کو اُن کی بیوی نے بیان کیا۔ سعید نے اپنے باپ عبدالجبار سے، اُس نے اپنی ماں سے، اُس نے اپنے شوہر وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مَیں رسول اللہ ﷺ کے یہاں حاضر ہوا۔ آپ مسجد تشریف لے گئے، محراب میں داخل ہو کر پھر رفع یدین کیا۔ پھر سینے پر بائیں ہاتھ رکھ کر اوپر دایاں ہاتھ رکھا۔ [۴۳]

اس سند میں محمد بن حجر ایک ضعیف راوی ہیں، جس کی بنا پر اس کی اسناد ضعیف ہیں۔

---

[۴۲] ابن ابی شیبہ، مصنف، ج: ۳، ص: ۳۲۰، حدیث نمبر ۳۹۵۹، بیروت، دار قرطبہ، ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۶ء
حدثنا وكيع عن موسى بن عمير عن علقمة بن وائل بن حجر عن أبيه قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم وضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السرة.

[۴۳] امام بیہقی، سنن الکبریٰ، ج: ۲، ص: ۳۰، حدیث نمبر ۲۱۶۶، مکہ المکرمہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء
أخبرنا أبو سعد: أحمد بن محمد الصوفي أخبرنا أبو أحمد بن عدي الحافظ حدثنا ابن صاعد حدثنا إبراهيم بن سعيد حدثنا محمد بن حجر الحضرمي حدثني سعيد بن عبد الجبار بن وائل عن أبيه عن أمه عن وائل بن حجر قال: حضرت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهض إلى المسجد فدخل المحراب. ثم رفع يديه بالتكبير. ثم وضع يمينه على يسراه على صدره

قرآن و احادیث کی روشنی میں تعویذ اور دم کے جواز پر ایک علمی و تحقیقی دستاویز

تعویذ! جائز یا ناجائز؟

مصنف:
انجینئر سید محمد فضل اللہ صابری

الحقائق فاؤنڈیشن

لیکن اس حدیث کو حیا اور ستر پوشی کی بنا پر قبول کیا گیا اور چودہ سو سال سے اس اُمت کی عورتوں نے اس پر عمل کیا۔ اور چاروں فقہی مسالک میں یہی طریقہ رائج ہے۔

حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عورت اپنے قیام میں ہاتھوں کو جتنا سمیٹ سکتی ہے سمیٹے، وہ بہتر ہے۔[۲۴]

غیر مقلد مرد حضرات کو عورتوں کے اس عمل سے اختلاف نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ غیر مقلدین مرد بھی عورتوں کی مانند سینے ہی پر ہاتھ باندھتے ہیں۔

☆☆☆☆

---

[۲۴] عبدالرزاق، مصنف، ج: ۳، ص: ۱۳۷، حدیث نمبر ۵۰۶۷، بیروت: مجلس اسلامی، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء، عن ابن جریج، عن عطاء، قال تجمع المرأة یدیها فی قیامها ما استطاعت

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کن کے بارے میں فرمایا "وہ ہم میں سے نہیں"

احادیثِ لیس منا

ترجمہ و ترتیب:

مولانا محمد مجاہد حسین حبیبی

نظرِ ثانی:

مبلغِ اسلام محمد افروز قادری

(دلاص یونیورسٹی کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ)

الحقائق فاؤنڈیشن

نماز میں عورتوں کے بیٹھنے کے متعلق دیگر روایات

گذشتہ صفحات میں ہم نے عورتوں کے نماز میں بیٹھنے سے متعلق مسند امام اعظم ابوحنیفہ سے ایک صحیح حدیث نقل کی، جس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اب اس عنوان پر کچھ اور احادیث اور روایات پیش کی جارہی ہیں۔ ان میں سے بعض ضعیف ہیں لیکن اس ضعف کی وجہ سے مسند امام اعظم کی صحیح حدیث پر کوئی اثر نہ آئے گا۔

۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملا دے کیوں کہ یہ کیفیت اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والی ہے اور اللہ تعالیٰ عورت کی اس حالت کو دیکھ کر فرماتا ہے: اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کو بخش دیا ہے۔'' [۴۵]

نوٹ: اس سند میں ابو مطیع الحکم ابن عبداللہ بلخی کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے۔

۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ عورت کی نماز کیسی ہوتی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ سمٹ کر نماز پڑھے اور اپنے ایک پہلو پر بیٹھے۔ [۴۶]

۳) حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ صفیہ [۴۷] نماز میں چارزانو بیٹھا کرتی تھیں۔ [۴۸]

---

[۴۵] امام بیہقی، سنن الکبری، ج:۲، ص:۲۲۲، مکۃ المکرمہ، دارالباز، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء

أبي مطيع الحكم بن عبد الله البلخي عن عمر بن ذر عن مجاهد عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم إذا جلست المرأة في الصلاة وضعت فخذها على فخذها الأخرى وإذا سجدت الصقت بطنها في فخذيها كأستر ما يكون لها وان الله تعالى ينظر إليها ويقول يا ملائكتي أشهدكم أني قد غفرت لها.

[۴۶] ابن ابی شیبہ، مصنف، ج:۲، ص:۵۰۵، حدیث نمبر ۲۷۹۴، بیروت: دارقرطبہ، ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۶ء

حدثنا أبو عبد الرحمن المقرى، عن سعيد بن أبي أيوب، عن يزيد بن أبي حبيب، عن بكير بن عبد الله بن الأشج، عن ابن عباس، أنه سئل عن صلاة المرأة، فقال: تجتمع وتحتفز.

[۴۷] صفیہ بن ابی عبید حضرت عبداللہ بن عمر کی زوجہ اور تابعیہ ہیں۔

[۴۸] ایضاً، ج:۲، ص:۵۰۶، حدیث نمبر ۲۸۰۰

حدثنا أبو خالد عن محمد بن عجلان عن نافع أن صفية كانت تصلي وهي متربعة

۴) حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے گھر کی خواتین نماز میں چار زانو بیٹھا کرتی تھیں۔ [۴۹]

۵) مشہور تابعی حضرت خالد بن اللجلاج فرماتے ہیں کہ عورتوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ جب نماز میں بیٹھیں تو چارزانو بیٹھیں، مردوں کی طرح اپنی سُرین پر نہ بیٹھیں۔ [۵۰] عورت کو اس سے اس اندیشہ کی وجہ سے بچایا جاتا ہے کہ اس کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو جائے۔ [۵۱]

۶) حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ عورت نماز میں اپنے پہلو سے بیٹھے۔ [۵۲]

۷) حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں عورت کو نماز میں اپنی رانوں کو ملا کر ایک زانو بیٹھنا چاہیے۔ [۵۳]

---

[۴۹] ایضاً، ج:۲، ص:۵۰۷، حدیث نمبر: ۲۸۰۵

حدثنا وكيع عن العمري عن نافع قال: كن نساء ابن عمر يتربعن في الصلاة.

[۵۰] گذشتہ صفحات میں ہم یہ ذکر کر چکے ہیں۔ شروع میں عورتوں کو چارزانو بیٹھنے کی اجازت تھی لیکن بعد میں اس حکم کو بدل کر سُرین پر بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔

[۵۱] ایضاً، ج:۲، ص:۵۰۶، حدیث نمبر ۲۷۹۹

حدثنا إسماعيل ابن علية، عن محمد بن إسحاق، عن زرعة، عن إبراهيم، عن خالد بن اللجلاج، قال: كن النساء يؤمرن أن يتربعن إذا جلسن في الصلاة ولا يجلسن جلوس الرجال على أوراكهن يتقي ذلك على المرأة مخافة أن يكون منها الشيء

[۵۲] ایضاً، ج:۲، ص:۵۰۸، حدیث نمبر ۲۸۰۸

حدثنا أبو بكر قال: حدثنا وكيع عن سفيان عن منصور عن إبراهيم قال: تجلس المرأة من جانب في الصلاة.

[۵۳] عبدالرزاق، مصنف، ج:۳، ص:۱۳۹، حدیث نمبر ۵۰۷۷، بیروت: مجلس الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء

عبد الرزاق عن الثوري، ومعمر، عن منصور، عن إبراهيم، قال "تؤمر المرأة في الصلاة في مثنى أن تضم فخذيها من جانب

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور اُن کی زوجہ

مذکورہ بالا سطر میں ہم نے پڑھا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر کی زوجہ صفیہ بنت ابی عبید نماز میں چارزانو بیٹھا کرتی تھیں لیکن خود عبداللہ ابن عمر کا فرمان اس کے برعکس تھا۔ امام بخاری نقل فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلمہ، امام مالک، عبدالرحمٰن بن قاسم، عبداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نماز میں چارزانو بیٹھتے ہوئے دیکھا تو میں نے بھی ایسا ہی کیا اور ان دنوں میں کم عمر تھا تو حضرت عبداللہ بن عمر نے مجھے منع کیا اور فرمایا نماز میں بیٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اپنے دائیں پیر کو کھڑا رکھو اور بائیں پیر کو بچھالو۔ میں عرض گزار ہوا کہ آپ تو اس طرح کرتے ہیں؟ فرمایا کہ میرے پیر میرا بوجھ نہیں اٹھاتے۔ ۵۴

قارئین غور فرمائیں! حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ''نماز میں بیٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اپنے دائیں پیر کو کھڑا رکھو اور بائیں پیر کو بچھالو'' لیکن اُن کی زوجہ صفیہ بنت ابی عبید نماز میں چارزانو بیٹھا کرتی تھیں۔ اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی زوجہ کو غیر سنت طریقے سے نماز پڑھتے دیکھا تو روکا کیوں نہیں؟ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جو سنت طریقہ بیان فرمایا وہ ''مردوں'' کے لیے تھا۔ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی تعلیم حاصل کی ہوگی کہ نماز میں عورتوں کے بیٹھنے کا طریقہ مردوں سے الگ ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے اپنی زوجہ کو نہ ٹوکا۔

☆☆☆☆

---

۵۴ امام بخاری: صحیح البخاری، ج ا، ص ۱۶۵، حدیث نمبر: ۸۲۷، قاہرہ: دار طوق النجاۃ، ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء

عبداللہ بن عمر و قال إنما سنة الصلاة أن تنصب رجلك اليمنى وتثني اليسرى.

عورتوں کے سجدے سے متعلق کچھ اور روایات

گذشتہ صفحات میں ہم نے امام ابو داؤد کی ''کتاب المراسیل'' میں عورتوں کے سجدے سے متعلق حدیث کا ذکر کیا۔ اس حدیث پر محدثین کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہے۔ تمام فقہا نے اس حدیث کی روشنی میں عورتوں کے سجدے کے طریقے کو مرد سے الگ بتایا ہے۔ اس مسئلے پر ہم مزید حدیث پیش کرتے ہیں۔

۱) علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتیں نماز میں سُرین کے بل بیٹھیں اور اپنی رانوں کو ملا کر رکھیں۔ ۵۵

۲) علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورت کو نماز میں سُرین کے بل بیٹھنا چاہیے اور اپنی رانوں کو پیٹ کے قریب رکھنا چاہیے۔ ۵۶

تشریح:

مذکورہ بالا دونوں اسناد میں الحارث بن عبداللہ الأعور (م ۷۰ھ/ ۶۹۸ء) موجود ہیں، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ بعض محدثین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ غیر مقلد حضرات نے ان پر کی گئی تمام جرح کا ذکر کیا ہے لیکن تعدیل کو نظر انداز کیا ہے۔ غیر مقلد حضرات کی علمی خیانت کی یہ بھی ایک مثال ہے۔ غیر مقلد حضرات نے لکھا کہ ''الحارث بن عبداللہ الأعور کو امام مسلم نے کذاب کہا اور امام مدینی کے مطابق یہ علی رضی اللہ عنہ کے اوپر جھوٹے واقعات منسوب کرتا تھا۔ امام ابن حبان نے انھیں شیعہ اور ضعیف فی الحدیث قرار دیا۔''

---

۵۵ ایضاً، ج: ۲، ص: ۵۰۴، حدیث نمبر ۲۷۹۳

حدثنا أبو الأحوص، عن أبي إسحاق، عن الحارث، عن علي، قال: إذا سجدت المرأة فلتحتفز ولتضم فخذيها.

۵۶ عبدالرزاق، مصنف، ج: ۳، ص: ۱۳۸، حدیث نمبر ۵۰۷۲، بیروت: مجلس الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء

عن عن إسرائيل، عن أبي إسحاق، عن الحارث، عن علي، قال: "إذا سجدت المرأة فلتحتفز، ولتلصق فخذيها ببطنها.

بے شک یہ تمام جروح امام ابن حجر نے "تہذیب التہذیب" میں نقل فرمائی۔ لیکن اسی تہذیب التہذیب میں امام ابن حجر نے جو تعدیل بیان کی ہے، اُس کو سلفی حضرات نے نظر انداز کیا۔ یہ ان کی علمی خیانت کا بین ثبوت ہے! امام ابن حجر الحارث بن عبداللہ الأعور کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ "ابن معین نے کہا ان میں کوئی حرج نہیں (لیس به بأس) ابن ابوداؤد نے فرمایا کہ الحارث ایک فقیہ تھے اور لوگ اُن کو پسند کرتے تھے۔ علومِ وراثت میں وہ ماہر تھے اور اس علم کو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا۔ ابن ابی خیثمہ سے الحارث کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ محدثین نے ان کی روایتوں کو قبول فرمایا۔ ابن شاہین اپنی کتاب الثقات میں نقل فرماتے ہیں کہ احمد ابن صالح مصری بیان فرماتے ہیں کہ الحارث الأعور ثقہ راوی تھے۔ علی رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت حسن درجے تک پہنچی۔ جب صالح المصری کو اس بات کی خبر دی گئی کہ امام شعبیؒ الحارث کو کذّاب مانا کرتے تھے۔ یہ سن کر احمد ابن صالح نے فرمایا کہ وہ (یعنی الحارث ابن عبداللہ) حدیث روایت کرنے میں جھوٹ نہیں بولتے بلکہ صرف اپنی رائے بیان کرنے میں جھوٹ بولتے تھے۔" ۵۷

۳) ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کو سجدے کے وقت اپنی رانوں کو پیٹ سے ملا لینا چاہیے۔ اور اپنے اجزا کو کھولنا نہ چاہیے، تاکہ اس کے سُرین اوپر نہ ہو جائے۔ ۵۸

۴) ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عورتیں سجدے کی حالت میں اپنی رانوں کو سمیٹ

---

۵۷ ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج: ۲، ص: ۱۲۶، نمبر ۲۴۸، بیروت، دارالفکر، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء،
وقال الدوری عن بن معين الحارث قد سمع من بن مسعود وليس به بأس - قال بن أبي داود كان الحارث أفقه الناس وأحسب الناس وافرض الناس تعلم الفرائض من علي - قال بن أبي خيثمة قيل ليحيى يحتج بالحارث فقال ما زال المحدثون يقبلون حديثه.
۵۸ ابن ابی شیبہ، مصنف، ج: ۲، ص: ۵۰۵، حدیث نمبر ۲۷۹۸، بیروت: دار قرطبہ، ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۶ء،
دثنا وكيع، عن سفيان، عن منصور، عن إبراهيم، قال: "إذا سجدت المرأة فلتلزق بطنها بفخذيها ولا ترفع عجيزتها ولا تجافى كما يجافى الرجل.

لے اور اپنے پیٹ کو رانوں کے سہارے رکھے۔" ۵۹

۵) حضرت مجاہد اس بات کو ناپسند فرماتے کہ مرد بھی سجدے میں اپنے پیٹ کو رانوں سے عورتوں کی مانند ملائیں۔ ۶۰

۶) حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت سجدے میں اپنے جسم کو سمیٹ لے۔ ۶۱

۷) ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ اور پیٹ کو سجدہ کرتے وقت اپنی رانوں پر رکھے اور مرد کی طرح نہ کھولے، تاکہ اس کی سُرین اوپر نہ ہو جائیں۔ ۶۲

۸) حضرت عطا فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے جسم کو سمیٹ لے۔ اپنے پیٹ اور چھاتی کو رانوں سے چپکا لے اور ہاتھوں کو جسم سے قریب لے آئے۔ ۶۳

۹) حسن بصری اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو جس قدر

---

۵۹ ایضاً نمبر ۲۷۹۵
حدثنا أبو الأحوص، عن مغيرة، عن إبراهيم، قال: "إذا سجدت المرأة فلتضم فخذيها ولتضع بطنها عليهما
۶۰ ایضاً، حدیث نمبر ۲۷۹۶
حدثنا جرير، عن ليث، عن مجاهد أنه كان يكره أن يضع الرجل بطنه على فخذيه إذا سجد كما تصنع المرأة.
۶۱ ایضاً، حدیث نمبر ۲۷۹۷
حدثنا ابن مبارك، عن هشام، عن الحسن، قال: "المرأة تضطم في السجود
۶۲ عبدالرزاق، مصنف، ج: ۳، ص: ۱۳۸، حدیث نمبر ۵۰۷۱، بیروت: مجلس الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء،
عبد الرزاق عن معمر، والثوري، عن منصور، عن إبراهيم، قال " كانت تؤمر المرأة أن تضع ذراعها وبطنها على فخذيها إذا سجدت، ولا تتجافى كما يتجافى الرجل، لكي لا ترفع عجيزتها.
۶۳ ایضاً، ج: ۳، ص: ۱۳۷، حدیث نمبر ۵۰۶۹
عبد الرزاق عن ابن جريج، عن عطاء، قال " تجتمع المرأة إذا ركعت ترفع يديها إلى بطنها، وتجتمع ما استطاعت، فإذا سجدت فلتضم يديها إليها، وتضم بطنها وصدرها إلى فخذيها، وتجتمع ما استطاعت.

ہو سکے اپنے جسمانی اجزا کو کھولے نہ اور سمیٹ کر رکھے، تاکہ اُس کی سُرین اوپر نہ ہو جائے۔ [٦٤]

مذکورہ بالا روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کبارِ تابعین مثلاً عطا، حسن بصری، ابراہیم نخعی، قتادہ اور مجاہد وغیرہ ان تمام کی یہی رائے تھی کہ عورتوں اور مردوں کے طریقۂ نماز میں فرق ہے۔ انہوں نے اس فرق کی حکمت بھی بیان فرمائی، جو کہ پوشیدگی اور حیا ہے۔ اگر کوئی عورت مردوں کی مانند سجدہ کرتی ہے تو اُس کے سُرین کے اوپر ہو جانے کی بنا پر شرم و حیا اور پوشیدگی قائم نہ رہ پائے گی۔ لیکن غیر مقلد حضرات اپنی ضد کے آگے کسی کی نہیں مانتے۔ اور اس بات پر زور دیتے ہیں کہ عورت بھی مردوں کی مانند سجدہ کرے اور اپنے سُرین کو اوپر اُٹھائے۔ اُن کی یہ ضد صرف اپنی اَنا اور البانی کی تقلید کی بنا پر ہے۔

☆☆☆

---

[٦٤] ایضاً، حدیث نمبر ٥٠٦٨

عبد الرزاق عن معمر، عن الحسن، وقتادة، قالا: " إذا سجدت المرأة، فإنها تنضم ما استطاعت، ولا تتجافى لكي لا ترفع عجيزتها.

عورت رکوع کیسے کرے؟

مردوں کو رکوع کی حالت میں اپنے کمر اور سر کو سیدھا رکھنا چاہیے۔ گھٹنے پر انگلیاں پھیلا کر مضبوط پکڑنا چاہیے۔ پنڈلی اور رانیں سیدھی رہنی چاہیے۔ بازو جسم سے علیحدہ رہنا چاہیے اور سینے اور ہاتھوں کے درمیان فاصلہ رکھنا چاہیے۔

اگر عورت بھی مرد کی مانند انگلیاں پھیلا کر گھٹنے کو مضبوطی سے پکڑے گی تو اُس کی سُرین جسم سے پھیلی ہوئی دکھائی دے گی، جو حیا اور شرم کے برعکس ہے۔ اسی بنا پر عورت کو رکوع کی حالت میں صرف اتنا جھکنے کا حکم دیا گیا جس سے اُس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ عورتوں کو گھٹنا مضبوطی سے پکڑنے کی ضرورت نہیں، انہیں اپنی انگلیوں کو بند رکھنا چاہیے اور کہنیاں اور بازو جسم سے ملے ہوئے رہیں۔

حضرت عطا نے فرماتے ہیں کہ عورت جب رکوع کرے تو اپنے آپ کو سکیڑ (سمیٹ) کر رکھے۔ اپنے ہاتھ پیٹ تک اُٹھائے اور جس قدر ہو سکے اپنے کو ملا کر رکھے۔ [٦٥]

☆☆☆☆

---

[٦٥] ایضاً، حدیث نمبر ٥٠٦٩

عبد الرزاق عن ابن جريج، عن عطاء، قال " تجتمع المرأة إذا ركعت ترفع يديها إلى بطنها، وتجتمع ما استطاعت

حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہائے کرام کے ارشادات

حنفی فقہ

۱) عورت اپنے ہاتھوں کو کندھے تک اُٹھائے، اپنی ہتھیلیاں آستین سے باہر نہ نکالے۔[66]

۲) امام بدرالدین عینی (م ۸۵۵ھ/ ۱۴۵۱ء) تحریر فرماتے ہیں ''اُم درداء، عطاء، زہری اور حماد کے مطابق عورت کو اپنا ہاتھ چھاتی تک اُٹھانا چاہیے۔''[67]

۳) محمد ابن مقاتل اپنے اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ عورتوں کو ہاتھ کندھے تک اُٹھانا چاہیے۔[68]

۴) امام برہان الدین المرغینانی (م ۵۹۳ھ/ ۱۱۷۹ء) اپنی مشہور کتاب ''الہدایہ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''عورت اپنے ہاتھ کو کندھے کے قریب تک اُٹھائے۔''[69]

۵) فتاویٰ ہندیہ میں تحریر ہے: ''عورت اپنے اجزا کو رکوع اور سجدے میں نہ پھیلائے۔ سجدے کی حالت میں وہ اپنے رانوں اور پیٹ کو ملا کر رکھے۔[70]

۶) عورتوں کے بیٹھنے کے طریقے کے متعلق لکھا ہے: ''عورت اپنے بائیں سُرین پر بیٹھے گی اور دونوں پاؤں کو دائیں جانب باہر کی طرف نکالے گی۔''[71]

---

[66] سید ابن عابدین شامی، ردّ المحتار، ج:۲، ص:۲۱۱، ریاض: دار عالم الکتب ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء،
ترفع يديها حذاء منكبيها. ولا تخرج يديها من كميها

[67] العینی، البنایہ شرح الہدایہ، ج:۲، ص:۱۷۳، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء،
وعن أم الدرداء وعطاء والزهری وحماد وغيرهم أن المرأة ترفع يديها على ثدييها.

[68] ایضاً
روى محمد بن مقاتل عن اصحابنا أنها ترفع حذاء منكبيه.

[69] امام مرغینانی، الہدایہ، ج:۱، ص:۴۸، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء،
والمرأة ترفع يديها حذاء منكبيها.

[70] الفتاویٰ الہندیہ، ج:۱، ص:۷۵، مصر، بولاق: المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ، ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء،
والمرأة لا تجافی فی ركوعها وسجودها وتقعد على رجليها وفی السجدة تفترش بطنها على فخذيها

[71] ایضاً۔ وإن كانت امرأة جلست على أليتها اليسرى وأخرجت رجليها من الجانب الأيمن

۷) مشہور حنفی فقیہ اور محدث امام ابوجعفر طحاوی تحریر فرماتے ہیں: ''جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے تو ہمارے علمائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ اس کے بیٹھنے کا طریقہ وہ ہو جس سے شرم، حیا اور پوشیدگی قائم رہے۔[72]

۸) امام سید ابن عابدین شامی (م ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۶ء) تحریر فرماتے ہیں: ''عورت اپنے ہاتھ کو کندھوں تک اُٹھائے اور آستین سے باہر نہ نکالے۔ اپنی چھاتی کے اوپر ایک ہتیلی پر دوسری ہتیلی کو رکھے۔ رکوع میں ہلکا جھکے۔ رکوع کے درمیان اپنی انگلیوں کو نہ پھیلائے بلکہ اُن کو سمیٹ کر رکھے۔ رکوع اور سجدے کی حالت میں اپنے جسم کو سمیٹے۔ اور سجدے کی حالت میں اپنی کہنیوں کو زمین سے لگادے۔ بیٹھنے کی حالت میں پاؤں ایک جانب نکالے اور تشہد کی حالت میں انگلیوں کو پھیلا کر نہ رکھے۔''[73]

۹) دوسرے مقام پر ابن عابدین شامی تحریر فرماتے ہیں: ''رکوع میں اپنی انگلیوں کو پھیلائے نہ جسم کو سمیٹ کر رکھے، اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھے، اپنے جسم کے اجزا کو پھیلائے نہ، کیوں کہ اس سے زیادہ پوشیدگی اور ستر پوشی حاصل ہوتی ہے۔[74]

☆☆☆☆

---

[72] امام طحاوی، (امام ابوبکر جصاص نے مختصر کیا) مختصر اختلاف العلماء، ج:۱، ص:۲۱۲، بیروت: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء
وأما جلوس المرأة فان أصحابنا قالوا تقعد كأستر ما يكون لها.

[73] سید ابن عابدین شامی، ردّ المحتار، ج:۱، ص:۵۰۴، بیروت: دار الفکر، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء،
ترفع يديها حذاء منكبيها ولا تخرج يديها من كميها وتضع الكف على الكف تحت ثدييها وتنحنى فی الركوع قليلا ولا تعقد ولا تفرج فيه أصابعها بل تضمها وتضع يديها على ركبتيها ولا تحنى ركبتيها وتنضم فی ركوعها وسجودها وتفترش ذراعيها وتتورك فی التشهد وتضع فيه يديها تبلغ رؤوس أصابعها ركبتيها وتضم فيه أصابعها

[74] ایضاً، ج:۱، ص:۴۹۴
أما المرأة فتنحنى فی الركوع يسيرا ولا تفرج ولكن تضم وتضع يديها على ركبتيها وضعا وتحنی ركبتيها ولا تجافی عضديها لأن ذلك أستر لها

مالکی فقہ

۱) امام ابن ابی زید قیروانی (م ۳۸٦ھ/ ۹۹٦ء) اپنی کتاب میں عورتوں کی نماز سے متعلق ایک مختلف باب ''عورتوں کی نماز'' کے عنوان سے قائم کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: ''خواتین نماز مرد ہی کے موافق ادا کریں گی سوا اس کے کہ وہ اپنے پاؤں کو قریب رکھیں گی اور بازوؤں کو جسم کے قریب رکھیں گی اور بیٹھنے اور سجدے کی حالت میں جہاں تک ہو سکے اپنے جسم کو سمیٹ کر رکھے۔''[۷۵]

۲) علامہ صالح عبدالسمیع تحریر فرماتے ہیں: ''تکبیر کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر یا اس سے کچھ نیچے تک اُٹھانا چاہیے۔ یہ حکم مردوں کے لیے ہے۔ جہاں تک عورتوں کا سوال ہے تو اُن کو اُس سے کچھ نیچے تک اُٹھانا چاہیے۔ القرافی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔''[۷٦]

۳) علامہ علی بن خلف مالکی (م تقریباً ۹۴۹ھ/ ۱۵۴۳ء) نے بھی مذکورہ بالا احکام کو بیان کیا ہے۔[۷۷]

۴) علامہ عبدالواحد ابن عشیر مالکی (م ۱۰۴۰ھ/ ۱٦۳۰ء) اپنی فقہی احکام پر مشتمل منظوم کتاب میں لکھتے ہیں: ''مرد اپنے پیٹ کو رانوں سے جدا رکھے۔ اور کہنیاں گھٹنوں سے

---

[۷۵] ابن ابی زید القیروانی، الرسالۃ، ص:۵۲، قاہرہ: دار الفضیلۃ، ۱۴۲٦ھ/ ۲۰۰۵ء
والمرأة دون الرجل فی الجهر وهی فی هیأة الصلاة مثله غیر أنها تنضم ولا تفرج فخذیها ولا عضدیها وتکون منضمة منزویة فی جلوسها وسجودها وأمرها کله

[۷٦] صالح عبدالسمیع، الثمر الدانی فی تقریب المعانی، ص:۸۸، بیروت: المکتبۃ الثقافیۃ، سن اشاعت ندارد
(ترفع یدیك) أی ندبا. أی والحال أن ظهورهما إلی السماء وبطونهما إلی الارض (حذو) أی إزاء منکبیك تثنیة منکب بوزن مجلس، وهو مجمع عظم العضد والکتف، وقیل إنتهاؤه إلی الصدر. وإلیه أشار بقوله: (أو دون ذلك) أی دون المنکب. فأو فی کلامه للتنویع لا للشك. وهذا فی حق الرجل، وأما المرأة فدون ذلك. وقد حکی القرافی الاجماع علیه

[۷۷] علامہ علی بن خلف مالکی، کفایت الطالب الربانی، ج:۱، ص:۲۹۰، قاہرہ: المطبعۃ المدنی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء

سجدے کے دوران۔''[۷۸]

۵) امام احمد دردیر مالکی (م ۱۲۰۱ھ/ ۱۷۸٦ء) تحریر فرماتے ہیں: ''جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے وہ نماز کی تمام حالتوں میں سکڑی اور سمٹی رہیں گی۔''[۷۹]

☆☆☆

---

[۷۸] ابن عشیر، المرشد المعین، ص:۱٦۷، مراکش، مطبعۃ آنفو، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰٦ء
والبطن من فخذ رجال یبعدون ومرفقا من رکبة إذ یسجدون.

[۷۹] امام الدردیر، الشرح الصغیر، قاہرہ، دار المعارف، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸٦ء
وأما المرأة فتکون منضمة فی جمیع احوالها.

شافعی فقہ

امام شافعی (م ۲۰۴ھ/ ۸۲۰ء) تحریر فرماتے ہیں: ''تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پوشیدہ اور مستور رہنے کی تعلیم دی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کو اس کی تعلیم دی ہے۔ اور عورت کے لیے اس بات کو پسند فرمایا کہ وہ سجدے میں اپنے بعض حصے کو بعض سے اور اپنے پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھے، اور اس طرح سجدہ کرے کہ اس کے حق میں زیادہ سے زیادہ پردہ ہو جائے۔ نیز اسی طرح آپ ﷺ نے عورت کے لیے رکوع اور جلسے اور پوری نماز میں اس بات کو پسند فرمایا ہے کہ وہ اس انداز سے نماز پڑھے کہ زیادہ سے زیادہ مستور و پوشیدہ رہے، اور یہ بھی پسند فرمایا کہ وہ اپنی چادر (جلباب)[۸۰] کو سمیٹ لے اور چادر کو رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے اپنے اوپر ڈھیلا رکھے، تاکہ اس کے کپڑے (چست ہونے کی وجہ سے) اس کی تصویر نہ کھینچیں۔''[۸۱]

۲) امام نووی (م ۶۷۶ھ/ ۱۲۷۷ء) مردوں کی نماز کے احکام بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: ''عورتیں اور خنثیٰ اپنے اجزا کو قریب کو سمیٹ لیں۔''[۸۲]

۳) امام شربینی (م ۹۷۷ھ/ ۱۵۶۹ء) امام نووی کی مذکورہ بالا عبارت کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''یہ لوگ (یعنی عورت اور خنثیٰ) رکوع اور سجدے میں اپنے اجزا کو سمیٹ لیں اور اسی طرح اپنی رانوں پر پیٹ کا سہارا دیں کیوں کہ یہ عورت کے لیے زیادہ

---

۸۰ ایک لمبی چادر جس سے چہرے اور ہتھیلیوں کو چھوڑ کر سارا بدن ڈھک جاتا ہے۔

۸۱ امام شافعی، کتاب الام، ج:۱، ص:۱۳۸، بیروت: دار الفکر، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۳ء،

وقد أدب الله تعالى النساء بالاستتار وأدبهن بذلك رسوله صلى الله عليه وسلم وأحب للمرأة في السجود أن تضم بعضها إلى بعض وتلصق بطنها بفخذيها وتسجد كأستر ما يكون لها وهكذا أحب لها في الركوع والجلوس وجميع الصلاة أن تكون فيها كأستر ما يكون لها وأحب أن تكفت جلبابها وتجافيه راكعة وساجدة عليها لئلا تصفها ثيابها،

۸۲ امام نووی، منهاج الطالبين وعمدة المفتين، ص:۱۰۰، بیروت: دار المنہاج، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء،

وتضم المرأة والخنثى.

ستر پوشی کا باعث ہے اور خنثیٰ کے لیے زیادہ محفوظ۔''[۸۳]

۴) امام بیہقی (م ۴۵۸ھ/ ۱۰۶۶ء) تحریر فرماتے ہیں: ''نماز کے تمام احکام جس میں عورتوں اور مردوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ اس کی بنیاد ستر ہے۔ عورتوں کو وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس سے زیادہ پوشیدگی اور ستر قائم رہے۔''[۸۴]

۵) امام نووی رکوع کی تفصیل بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''مرد کو اپنی کہنیاں بازو اور جسم سے الگ رکھنے چاہیے جیسے عورت اور خنثیٰ کو کہنیاں الگ نہ رکھنی چاہیے۔''[۸۵]

۶) اسی کتاب میں امام نووی ایک دوسری جگہ رقم طراز ہیں: ''مرد کو کہنیوں اور بازو، رانوں اور پیٹ کے درمیان فاصلہ رکھنا چاہیے۔ اس کے برعکس عورت اپنے تمام اجزا کو سمیٹ کر قریب رکھے گی۔''[۸۶]

۷) امام نووی تحریر فرماتے ہیں: ''عورتیں اپنے تمام اجزا کو سمیٹ کر رکھیں گی۔''[۸۷]

۸) امام ابن عبد البر (م ۴۶۳ھ/ ۱۰۷۱ء) تحریر فرماتے ہیں: ''امام شافعی نے فرمایا کہ عورت کے بیٹھنے کا طریقہ ایسا ہو جس میں زیادہ سے زیادہ ستر پوشی حاصل ہو۔''[۸۸]

☆☆☆☆

---

۸۳ امام شربینی، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، ج:۱، ص:۱۷۰، مصر: مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء،

وهو من زيادته على المحرر بعضها إلى بعض في ركوعهما وسجودهما بأن يلصقا بطنهما بفخذيهما؛ لأنه أستر لها وأحوط له

۸۴ امام بیہقی، سنن الکبریٰ، ج:۲، ص:۲۲۲، مکۃ المکرمہ، دار الباز، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء،

وجماع ما يفارق المرأة فيه الرجل من أحكام الصلوة راجع إلى الستر وهو أنها مأمورة بكل ما كان استر لها

۸۵ امام نووی، روضۃ الطالبین، ج:۱، ص:۳۵۵، بیروت: دار عالم الکتب، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء،

ويجافي الرجل مرفقيه عن جنبيه ولا تجافي المرأة ولا الخنثى

۸۶ ایضاً، ج:۱، ص:۳۶۴،

ويرفع الرجل مرفقيه عن جنبيه وبطنه عن فخذيه، والمرأة تضم بعضها إلى بعض.

۸۷ امام نووی، المجموع شرح المہذب، ج:۳، ص:۳۹۰، بیروت: دار الفکر، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء،

وتضم المرأة بعضها إلى بعض

۸۸ ابن عبد البر، الاستذکار، ج:۱، ص:۴۸۰، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء،

وَقَالَ الشافعي: تجلس المرأة بأستر مَا يكون لَهَا.

حنبلی فقہ

۱) امام احمد بن حنبل کے فرزند عبداللہ نے اپنے والد سے عورتوں کے تشہد میں بیٹھنے اور سجدہ کرنے کی کیفیت کے متعلق سوال کیا، تو اُن کے والد نے فرمایا: ''وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو زیادہ پوشیدگی کا باعث ہے۔''[۸۹]

۲) حنبلی فقیہ منصور البہوتی (م ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء) تحریر فرماتے ہیں: ''جہاں تک نماز کے طریقے کا سوال ہے تو عورتوں اور مردوں کی نماز یکساں ہے، سوائے اس کے کہ عورتیں اپنے آپ کو رکوع، سجدے اور دوسری حالتوں میں سمٹا ہوا رکھیں، تاکہ ان کے اجزا پھیلے ہوئے نہ معلوم ہوں۔ اور بیٹھتے وقت یہ بہتر ہے کہ وہ چارزانو بیٹھے، اپنے پاؤں کو ایک جانب نکالے اور قرأت کے وقت اگر کوئی اجنبی سُن رہا ہو تو قرأت کو آہستہ کرے۔''[۹۰]

۳) مشہور حنبلی عالم امام ابن جوزی (م ۵۹۷ھ/۱۲۰۱ء) تحریر فرماتے ہیں: ''اور جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے تو وہ نماز میں ان تمام اُمور میں مردوں سے یکساں ہے، جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا سوائے اس کے کہ رکوع اور سجدے میں وہ اپنے جسم کو سمیٹ لیں اور چار زانو بیٹھے اور اپنے پاؤں کو ایک جانب نکالے۔''[۹۱]

---

[۸۹] عبداللہ، مسائل الامام احمد ابن حنبل روایۃ ابنہ عبداللہ ابن احمد، ص: ۷۹، نمبر ۲۸۱، بیروت: مکتبۃ الاسلامی، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء

حدثنا قال قرات علی أبی قلت کیف تسجد المرأۃ و کیف تقعد للتشهد قال کیف کان أستر

[۹۰] منصور البہوتی، الروض المربع شرح زاد المستقنع، ج: ۱، ص: ۱۸۳، ریاض: مکتبۃ الحدیثیہ، ۱۳۹۰ھ/۱۹۶۹ء

(والمرأة مثله) أی مثل الرجل فی جمیع ما تقدم حتی رفع الیدین (لکن تضم نفسها) فی الرکوع والسجود وغیرهما فلا تتجافی (وتسدل رجلیها فی جانب یمینها) إذا جلست وهو أفضل أو متربعة وتسر القراءة وجوبا إن سمعها أجنبی.

[۹۱] ابن جوزی، احکام النساء، بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء

والمرأة فی جمیع ما ذکرنا کالرجل، إلا أنها تجمع نفسها فی الرکوع والسجود أو تسدل رجلیها فی الجلوس، فتجعلهما فی جانب یمینها، أو تجلس متربعة.

۴) ابو اسحٰق ابراہیم ابن محمد ابن مُفلح (م ۸۸۴ھ/۱۴۷۹ء) نے اپنی کتاب میں مراسیل ابوداؤد کی روایت نقل کرتے ہوئے مذکورہ بالا قول کو نقل فرمایا ہے۔[۹۲]

۵) امام ابن قدامہ (م ۶۲۰ھ/ ۱۲۲۳ء) تحریر فرماتے ہیں: ''عورتوں کا تکبیر میں ہاتھ اُٹھانے کے متعلق امام احمد بن حنبل سے دو روایتیں وارد ہیں۔ پہلی روایت کے مطابق عورتوں کو تکبیر کے وقت مردوں سے کم ہاتھ اُٹھانا چاہیے۔ اس روایت کو حضرت خلاّل نے حضرت اُم درداء اور حفصہ بن سیرین سے روایت کیا ہے اور طاوس کا بھی یہی قول ہے۔ دوسری روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل نے تجافی [۹۳] کو ترجیح دی اور یہ کہا کہ عورتوں کو تکبیر کے وقت ہاتھ نہیں اُٹھانا چاہیے۔[۹۴]

۶) ابن قدامہ مزید تحریر فرماتے ہیں: ''عورت اور مرد کی نماز ایک جیسی ہے۔ سوائے اس کے کہ رکوع اور سجدے میں عورت کا طریقہ الگ رہے گا اور بیٹھنے کی حالت میں وہ سدل اختیار کرے گی۔ یعنی اپنے پاؤں کو ایک جانب نکالے گی۔ امام احمد نے اسی کو پسند کیا اور خلاّل نے بھی اس کو ترجیح دی۔''[۹۵]

---

[۹۲] ابن مفلح، شرح المقنع، ج: ۱، ص: ۴۲۰-۴۲۱، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء

[۹۳] تجافی کا معنی پھیلانا اور وسیع کرنا ہوتا ہے۔ جب نماز سے متعلق اس لفظ کا استعمال ہو تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ نماز کے دوران ہاتھوں کو اُٹھانا، کہنیوں کو زمین سے اُٹھانا وغیرہ۔ مردوں کو اس کی اجازت ہے لیکن عورتوں کو اس کی اجازت نہیں۔ البتہ خواتین اپنے اجزا کو سمیٹ کر نماز پڑھیں۔

[۹۴] ابن قدامہ، المغنی، ج: ۱، ص: ۵۴۷، بیروت: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء

فصل: والإمام والمأموم والمنفرد فی هذا سواء وكذلك الفریضة والنافلة لأن الأخبار لا تفریق فیها فأما المرأة فذكر القاضی فیها روایتین عن أحمد إحداهما ترفع لما روى الخلال بإسناده عن أم الدرداء وحفصة بنت سیرین أنهما كانتا ترفعان أیدیهما وهو قول طاوس ولأن من شرع فی حقه التكبیر شرع فی حقه الرفع كالرجل فعلى هذا ترفع قلیلا قال أحمد رفع دون الرفع والثانیة لا یشرع لأنه فی معنى التجافی ولا یشرع ذلك لها بل تجمع نفسها فی الركوع والسجود وسائر صلاتها

[۹۵] ایضاً، ج: ۱، ص: ۶۳۵

والرجل والمرأة فی ذلك سواء إلا أن المرأة تجمع نفسها فی الركوع والسجود وتجلس متربعة أو تسدل رجلیها فتجعلهما فی جانب یمینها ـ قال أحمد: والسدل أعجب إلی واختاره الخلال

۷) ابن قدامہ تحریر فرماتے ہیں: ”عورتوں کے لیے پوشیدگی کو زیادہ ترجیح دینا چاہیے اسی بنا پر انھیں اپنے اجزا نہ پھیلانا بہتر ہے۔“[۹۶]

☆☆☆☆

[۹۶] ایضاً، ج:۲، ص:۳۶

ولأن المرأة يستحب لها التستر ولذلك لا يستحب لها التجافي.

حضرت اُمّ درداء کی روایت

غیر مقلد حضرات عورت اور مردوں کی نماز ایک جیسی ثابت کرنے کے لیے اکثر حضرت اُمّ درداء کی روایت پیش کرتے ہیں۔ آگے ہم اس روایت کی وضاحت کریں گے۔

ابن ابی شیبہ نقل فرماتے ہیں: ”مکحول روایت کرتے ہیں کہ اُم درداء نماز میں مَردوں کی مانند بیٹھا کرتی تھیں۔“[۹۷]

غیر مقلدین یہ موقف پیش کرتے ہیں کہ چونکہ حضرت اُمّ درداء ایک خاتون تھیں اور نماز میں بیٹھنے کی کیفیت مَردوں کی مانند تھی، اس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ عورت اور مَردوں کی نماز کا طریقہ ایک ہے۔

کتبِ حدیث کا مطالعہ کرنے سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اُمّ درداء نام کی دو خاتون گزری ہیں۔ ایک صحابیہ تھیں اور دوسری تابعیہ۔ اب تحقیق اس بات کی ہے کہ اس روایت میں جس اُمّ درداء کا ذکر ہوا ہے، وہ صحابیہ تھیں یا تابعیہ؟

امام ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں: ”مکحول کی روایت میں جس اُمّ درداء کا ذکر ہے وہ اُمّ درداء صغریٰ یعنی تابعیہ نہ کہ اُمّ درداء صحابیہ ہیں۔ کیوں کہ حضرت مکحول کی ملاقات تابعیہ سے ہے اور صحابیہ سے نہیں۔“[۹۸] امام مزی تحریر فرماتے ہیں کہ جس اُمّ درداء کا ذکر اس روایت میں ہے وہ صغریٰ یعنی تابعیہ ہیں، جو فقہ میں مہارت رکھتی تھیں۔[۹۹]

---

[۹۷] ابن ابی شیبہ، مصنف، ج:۲، ص:۵۰۷، حدیث نمبر ۲۸۰۱، بیروت: دار قرطبہ، ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۶ء

حدثنا وكيع عن ثور، عن مكحول أن أم الدرداء كانت تجلس في الصلاة كجلسة الرجل.

[۹۸] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج:۲، ص:۳۰۶، بیروت: دار المعرفۃ، ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء

وعرف من رواية مكحول أن المراد بأم الدرداء الصغرى التابعية لا الكبرى الصحابية لأنه أدرك الصغرى ولم يدرك الكبرى.

[۹۹] امام المزی، تہذیب الکمال، ج:۳۵، ص:۳۵۳-۳۵۵، بیروت: موسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء

أم الدرداء الصغرى الفقيهة

امام ابنِ حجر اور امام مزی دو مشہور محدث، اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ اس روایت میں ذکر کردہ اُمّ درداء تابعیہ تھیں، نہ کہ صحابیہ۔

غیر مقلد حضرات رسول اللہ ﷺ کی پیروی نہیں کرنا چاہتے، جنہوں نے عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنا سجدے کا طریقہ مردوں سے الگ رکھیں۔ (مراسیل ابو داؤد کی اس حدیث کا ذکر گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے) غیر مقلد حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے حکم کی پیروی نہیں کرنا چاہتے جنہوں نے خواتین کا طریقہ نماز مردوں سے الگ بتایا۔ (گذشتہ صفحات میں ہم نے حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشادات نقل کیے ہیں۔) غیر مقلد حضرات کبائر تابعین مثلاً ابراہیم نخعی، مجاہد، حسن بصری، عطا، حماد بن سلمہ وغیرہ کی بھی پیروی نہیں کرنا چاہتے جنہوں نے عورتوں کے طریقہ نماز کو مردوں سے الگ بتایا ہے۔ (ان تمام تابعین کے اقوال ہم گذشتہ صفحات میں نقل کر چکے ہیں) آخر غیر مقلد حضرات کس کی پیروی کرتے ہیں؟ اپنے مولوی البانی کی جنہوں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں تحریف کی اور کہا مردوں اور عورتوں کی نماز یکساں ہے۔ مولوی البانی اُمت میں وہ پہلے شخص بن گئے جنہوں نے کہا کہ عورتوں اور مردوں کی نماز یکساں ہے۔

کیا اللہ کے رسول ﷺ کے حکم، صحابہ کرام اور کبائر تابعین کے قول کو چھوڑ کر ایک واحد تابعیہ کے قول پر عمل کیا جا سکتا ہے؟ کیا ایک واحد تابعی یا تابعیہ کا قول غیر مقلدین کے نزدیک حجت ہو سکتا ہے؟ امام ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں: ''ایک واحد تابعی کا عمل اگر کسی اُصول کی مخالفت نہ بھی کرتا ہو، تب بھی اُس واحد قول کو حجت کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔''[1]

حقیقت میں حضرت اُمّ درداء کے متعلق ایک دوسری روایت بھی موجود ہے جو مذکورہ بالا عبارت کے برعکس ہے۔ امام جعفر طحاوی نقل فرماتے ہیں: ''ابراہیم ابن عبلہ روایت

[1] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج:۲، ص:۳۰۶، بیروت: دارالمعرفۃ، ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء
وعمل التابعی بمفردہ ولو لم یخالف لا یحتج بہ

کرتے ہیں کہ انہوں نے اُمّ درداء کو نماز میں چار زانو بیٹھے ہوئے دیکھا۔''[1] یہ روایت اُس روایت کے خلاف ہے جس کے مطابق حضرت اُمّ درداء مردوں کی مانند بیٹھا کرتی تھیں۔ اس لیے ہم کو اِن دونوں روایتوں میں تطبیق دیتے ہوئے یہ ماننے پڑے گا کہ نماز میں مردوں کی طرح بیٹھنا اُن کا معمول نہ تھا بلکہ کسی مجبوری یا عذر کے تحت انہوں نے ایسا کیا ہوگا۔

شافعی فقہ میں مرد اور عورت آخری تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت ایک طرح کی ہوتی ہے جس میں اپنی بائیں سُرین پر بیٹھ کر دائیں جانب پاؤں نکالے جاتے ہیں لیکن رکوع اور سجدے میں عورتوں کو زیادہ پوشیدگی اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ حضرت اُمّ درداء اُن نماز کی دوسری حالتوں میں مردوں کی مانند بیٹھتی تھیں۔ اسی لیے یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت اُمّ درداء نماز میں ہر حالت میں مردوں کی مانند طریقہ اختیار کرتی تھیں۔

☆☆☆

[1] جعفر طحاوی، شرح مشکل الآثار، ج:۱۳، ص:۲۴۴، حدیث نمبر ۵۲۳۵، بیروت: موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء
حدثنا فهد قال حدثنا إسماعيل بن الوليد القعقاعي قال حدثنا هاني بن عبد الرحمن قال حدثني إبراهيم بن أبي عبلة قال رأيت أم الدرداء تصلي متربعة.

نماز کے شرائط

نمازِ پنج گانہ ہر عاقل و بالغ پر فرض ہے۔ نماز کے چند شرائط ہیں جن کے پورا ہونے پر ہی نماز قائم کی جا سکتی ہے۔

نماز کے شرائط میں نیت، تکبیرِ تحریمہ، وقت، (نمازِ جمعہ کے لیے خطبہ)، طہارت اور سترِ عورت ہے۔ [۱۰۲]

۱) طہارت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيۡنَ وَيُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِيۡنَ. (البقرہ، ۲۲۲:۲)

ترجمہ: بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

جسم، کپڑے اور نماز کی جگہ کا صاف اور پاک ہونا ضروری ہے۔ [۱۰۳] حدثِ اکبر غسل سے دور ہوتی ہے اور حدثِ اصغر وضو بنا کر دور کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ وَاَيۡدِيَكُمۡ اِلَى الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ وَاَرۡجُلَكُمۡ اِلَى الۡكَعۡبَيۡنِ‌ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا‌ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ مِّنۡهُ‌ؕ مَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيَجۡعَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ وَّلٰـكِنۡ

۱۰۲ امام حصکفی، الدر المختار، ص: ۵۶، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء۔
باب شروط الصلاة هي ثلاثة أنواع: شرط انعقاد: كنية، وتحريمة، ووقت، وخطبة: وشروط دوام، كطهارة وستر عورة، واستقبال قبلة

۱۰۳ الفتاوىٰ الہندیہ، ج: ۱، ص: ۵۷، مصر، بولاق: المطبعة الکبریٰ الامیریہ، ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء۔
تطهير النجاسة من بدن المصلي وثوبه والمكان الذي يصلي عليه واجب.

يُرِيۡدُ لِيُطَهِّرَكُمۡ وَلِيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ. (المائدہ، ۶:۵)

ترجمہ: اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے صحبت کی اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو، اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے کہ کہیں تم احسان مانو۔

نماز کی جگہ کے پاک ہونے سے مراد یہ ہے کہ کم سے کم سجدے اور قیام کی جگہ پاک ہو۔ [۱۰۴]

۲) سترِ عورت:

سترِ عورت یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَقُلْ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ يَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ وَيَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَهُنَّ وَلَا يُبۡدِيۡنَ زِيۡنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنۡهَا. (النور، ۳۱:۲۴)

ترجمہ: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے

امام ابو داؤد نقل فرماتے ہیں: یعقوب بن کعب انطاکی اور مؤمل بن فضل حرانی، ولید، سعید بن بشیر، قتادہ، خالد، یعقوب بن دُریک نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کے اوپر باریک کپڑا (دوپٹہ) تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب سے رخ پھیر لیا اور فرمایا! اے اسماء! عورت جب بالغہ ہو جائے تو اسے جسم کا کوئی حصہ دکھانا درست نہیں، سوائے

۱۰۴ امام حصکفی، الدر المختار، ص: ۵۷، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء۔
(ومكانه) أي موضع قدميه أو إحداهما إن رفع الأخرى وموضع سجوده اتفاقا في الأصح۔

اس کے اور اس کے اور اپنے چہرۂ انور اور ہتھیلیوں کی جانب اشارہ فرمایا۔[۵]

آزاد عورتوں کے لیے سارا بدن عورت ہے سوا منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے، سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں، ان کا چھپانا فرض ہے۔[۶]

۳) استقبالِ قبلہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ○ (البقرہ، ۲:۱۴۴)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ ان کے کوتکوں (اعمال) سے بے خبر نہیں۔

۴) وقت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

---

[۵] امام ابوداؤد، سنن، ج:۴، ص:۴۲۳، حدیث نمبر ۴۱۰۱، بیروت: موسسۃ الریان، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء

حدثنا يعقوب بن كعب الأنطاكى ومؤمل بن الفضل الحرانى قالا حدثنا الوليد عن سعيد بن بشير عن قتادة عن خالد قال يعقوب ابن دريك عن عائشة رضى الله عنها أن أسماء بنت أبي بكر دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليها ثياب رقاق فأعرض عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال يا أسماء إن المرأة إذا بلغت المحيض لم تصلح أن يرى منها إلا هذا وهذا وأشار إلى وجهه وكفيه

[۶] سید ابن عابدین شامی، رد المحتار، ج:۱، ص:۴۰۵، بیروت: دار الفکر، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء

(و) الرابع (ستر عورته)ــــ

(وللحرة) ولو خنثى (جميع بدنها) حتى شعرها النازل فى الأصح (خلا الوجه والكفين) فظهر الكف عورة على المذهب (والقدمين) على المعتمد وصوتها على الراجح وذراعيها على المرجوح

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○ (النساء، ۴:۱۰۳)

ترجمہ: بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

نماز کو مقررہ وقت پر پڑھنا فرض ہے۔ مثال کے طور پر عصر کی نماز ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عصر کا وقت شروع ہو چکا ہو۔ ہر شہر کے لیے نماز کے اوقات مختلف ہوتے ہیں۔ جو بنیادی طور پر اُس شہر کے ارض البلد اور طول البلد پر منحصر ہوتا ہے۔ وہاں کی مساجد میں اُس شہر کے نماز کے اوقات کا ٹائم ٹیبل (تقویم) موجود ہوتا ہے۔ نماز کے وقت کے شروع ہونے سے قبل ہمیں نماز کی تیاری کرنی چاہیے۔[۷]

۵) نیت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ○ (البینہ، ۹۸:۵)

ترجمہ: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے۔

حُمیدی، سفیان، یحییٰ بن سعید انصاری، محمد بن ابراہیم تیمی، علقمہ بن وقاص لیثی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔[۸]

۶) تکبیر تحریمہ:

یعنی اللہ اکبر سے نماز شروع کرنا۔

☆☆☆☆

---

[۷] ایضاً، ج:۱، ص:۱۲۵

وفى الحلية: وعندى أنه من آداب الصلاة لا الوضوء، لانه مقصود لفعل الصلاة.

[۸] امام بخاری: صحیح البخاری، ج۱، ص۶، حدیث نمبر:۱، قاہرہ: دار طوق النجاۃ، ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء

سمعت عمر بن الخطاب رضى الله عنه على المنبر، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: "إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرء ما نوى

ترتیب وار طریقۂ نماز

گذشتہ صفحات میں ہم نے مرد اور خواتین کی نماز میں فرق پر روشنی ڈالی۔ آیندہ صفحات میں خواتین کا طریقۂ نماز ترتیب وار بیان کیا گیا ہے۔ جن اُمور پر گفتگو ہو چکی ہے اُس کے حوالے دوہرائے نہ جائیں گے۔ اور ہر نئے مسئلے پر حوالہ فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱) قبلہ رُخ کھڑا ہونا چاہیے۔

۲) پاؤں کو قریب رکھو اور انگلیاں قبلہ کی جانب ہو۔

اہم وضاحت: غیر مقلد مرد نماز میں اپنے پاؤں بہت پھیلا کر کھڑے ہوتے ہیں اور اُن کا یہ بھی موقف ہے کہ عورت اور مرد کی نماز یکساں ہوتی ہے۔ تو کیا عورتوں کو بھی غیر مقلد مردوں کی مانند پاؤں پھیلا کر نماز پڑھنی چاہیے؟ ایک عورت کے لیے یہ حالت بڑی شرم اور بے حیائی کا مظاہرہ ہے، جب کہ حدیث شریف میں عورت کے لیے ستر پوشی اور حیا کرنا بتایا گیا ہے۔ عورت اگر غیر مقلد مردوں کی مانند پاؤں پھیلا کر نماز پڑھے گی تو یہ بے حیائی اور فحش حالت کا مظاہرہ ہوگا۔ اس موضوع پر تفصیلی مطالعہ کے لیے ہماری کتاب ''پاؤں پھیلا کر نماز پڑھنا کیسا؟'' کا مطالعہ کریں۔

۳) دل میں نماز کی نیت کریں۔

۴) اپنے ہاتھوں کو آستین سے نکالے بغیر کانوں تک اُٹھائیں۔ انگلیاں سیدھی ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ رُخ ہوں۔

۵) اللہ اکبر کی تکبیر کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو چھاتیوں پر رکھیں۔ بائیں ہاتھ کی پشت پر داہنی ہتھیلی کو رکھیں۔ [۹]

---

[۹] سید ابن عابدین شامی، ردّ المحتار، ج:۱، ص:۴۸۲، ریاض: دار عالم الکتب ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۳ء،
(ورفع يديه) قبل التكبير وقيل معه.

۶) قیام کے دوران نگاہ سجدے کی جگہ پر ہو۔ [۱۰]

۷) ثنا اور تعوّذ کے بعد تسمیہ پڑھیں۔ [۱۱]

۸) سورۂ فاتحہ کے بعد تسمیہ [۱۲] اور پھر قرآن کی کسی بھی سورۃ کی قرآت کریں (کم سے کم تین آیت)۔ [۱۳]

۹) اللہ اکبر کی تکبیر کے ساتھ رکوع میں جائیں۔ [۱۴]

<u>نوٹ</u>: تکبیر انتقالیہ یعنی نماز کی ایک حالت سے دوسری حالت میں جاتے وقت تکبیر کہنا چاہیے۔ جیسے رکوع سے اُٹھتے وقت اللہ اکبر شروع کر کے قیام کی حالت میں کھڑے ہونے تک ختم کرنا چاہیے۔

رکوع:

۱) صرف اتنا جھکیں کہ انگلیاں گھٹنوں کو چھو پائیں۔

۲) بازو جسم سے ملے ہوں، جسم اور بازو کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔

۳) رکوع کی حالت میں نظریں پاؤں کے درمیان ہوں۔ [۱۵]

---

[۱۰] حسن شرنبلالی، نور الایضاح، ص:۲۸، قاہرہ، مکتبہ محمد علی صوبیہ، سن اشاعت ندارد
ونظر المصلى الى موضع سجوده.

[۱۱] ایضاً، ص:۲۹
ثم يقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك ويستفتح كل مصلٍ

[۱۲] سید ابن عابدین شامی، ردّ المحتار، ج:۱، ص:۴۸۲، ریاض: دار عالم الکتب ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء،
وذكر في المحيط المختار قول محمد وهو أن يسمي قبل الفاتحة وقبل كل سورة في كل ركعة

[۱۳] طحطاوی، حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص:۱۰۴، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۴ء،
(ثم قرء الفاتحة و أمن الإمام والمأموم سرًا) وحقيقته إسماع النفس كما تقدم (ثم قرأ سورة) من المفصل على ما تقدم (أو) قرأ (ثلاث آيات) قصار أو آية طويلة وجوبًا.

[۱۴] سید ابن عابدین شامی، ردّ المحتار، ج:۱، ص:۴۸۲، ریاض: دار عالم الکتب ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء،
ثم) كما فرغ (يكبر) مع الإنحطاط (للركوع).

[۱۵] ایضاً، ص:۴۷۸
نظره إلى موضع سجوده حال قيامه. وإلى ظهر قدميه حال ركوعه

۴) سبحان ربی العظیم کی تسبیح کم سے کم تین مرتبہ یا زیادہ ہو تو کسی بھی طاق اعداد میں پڑھیں۔[۱۱۶]

۵) سمیع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے رکوع سے اُٹھیں اور ربنا لک الحمد قیام کی حالت میں پڑھیں۔[۱۱۷]

۶) رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہوں، جسم ساکت ہو۔[۱۱۸]

سجدہ:

۱) اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جائیں۔[۱۱۹]

۲) سجدے کی حالت میں جسم کو سمٹا ہوا رکھیں۔ (غیر مقلد حضرات یہ تبلیغ کرتے ہیں کہ عورتیں سجدے کی حالت میں اپنے بازو اُٹھا کر رکھیں اور سُرین اوپر کریں۔ یہ بالکل غلط اور بے حیائی کا طریقہ ہے۔)

۳) سجدے میں جاتے وقت پہلے اپنے گھٹنوں کو، پھر ہتھیلیوں کو، اُس کے بعد ناک اور سب سے آخر میں پیشانی کو زمین پر رکھیں۔[۱۲۰]

---

۱۱۶ ایضاً، ص:۴۹۴

وصرحوا بأنه يكره أن ينقص عن الثلاث وأن الزيادة مستحبة بعد أن يختم على وتر خمس أو سبع مالم يكن إماما فلا يطول.

۱۱۷ ایضاً، ص:۴۹۶

(ثم يرفع رأسه من ركوعه مسمعا. ويكتفي به الإمام) وقالا يضم التحميد سرا (و) يكتفي (بالتحميد المؤتم) وأفضله اللهم ربنا ولك الحمد ثم حذف الواو ثم حذف اللهم فقط (ويجمع بينهما لو منفردا) على المعتمد يسمع رافعا ويحمد مستويا.

۱۱۸ ایضاً، ص:۴۹۷

(و يقوم مستويا) قوله (مستويا) هو للتأكيد فإن مطلق القيام إنما يكون باستواء الشقين وإنما أكد لغفلة الأكثرين عنه فليس بمستدرك كما ظن قهستاني أو للتأسيس والمراد منه التعديل كما أفاده في العناية.

۱۱۹ الفتاویٰ الہندیہ، ج:۱، ص:۷۵، مصر، بولاق: المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ، ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء،
ثم اذا استوى قائما كبر وسجد.

۱۲۰) سید ابن عابدین شامی، ردّ المحتار، ج:۱، ص:۴۸۲، ریاض: دار عالم الکتب ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء،
(ويسجد واضعا ركبتيه) أولا لقربهما من الأرض (ثم يديه) إلا لعذر (وجهه) مقدما انفه لما مر.

۴) سجدے کی حالت میں انگلیاں سب جُڑی ہوں اور قبلے کی جانب ہوں۔[۱۲۱]

۵) ہتھیلیاں کان کے برابر ہوں۔[۱۲۲]

۶) سجدے میں پنجے بالکل تنے ہوئے نہ ہوں، بلکہ زمین کے سہارے لگے ہوں۔

۷) جسم کے تمام اجزا قریب ہوں۔

۸) پیٹ رانوں سے ملے ہوں اور ہاتھ بغل سے جڑے ہوں۔

۹) کہنیاں زمین پر لگی ہوں۔

۱۰) سجدے کی حالت میں نگاہ ناک کی نوک پر ہو گی۔[۱۲۳]

۱۱) سجدے کی حالت میں سبحان ربی الاعلیٰ کی تسبیح کم سے کم تین یا زیادہ کریں تو طاق اعداد میں ہوں۔[۱۲۴]

۱۲) تکبیر کہتے ہوئے جلسے کی حالت میں بیٹھ جائیں۔[۱۲۵]

جلسہ:

۱) بائیں سُرین پر بیٹھیں اور دونوں پاؤں داہنی جانب نکالیں۔

---

۱۲۱ ایضاً، ص:۴۹۸

ضاما اصابع يديه لتتوجه للقبلة.

۱۲۲ الفتاویٰ الہندیہ، ج:۱، ص:۷۵، مصر، بولاق: المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ، ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء،
ويضع يديه في السجود حذاء أذنيه ويوجه أصابعه نحو القبلة.

۱۲۳ امام حصکفی، الدر المختار، ص:٦٦، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء،
(ولها آداب) تركه لا يوجب إساءة ولا عتابا كترك سنة الزوائد. لكن فعله أفضل (نظره إلى موضع سجوده حال قيامه. وإلى ظهر قدميه حال ركوعه. وإلى أرنبة أنفه حال سجوده.

۱۲۴ الفتاویٰ الہندیہ، ج:۱، ص:۷۵، مصر، بولاق: المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ، ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء،
ويقول في سجوده سبحان ربي الأعلى ثلاثا.

۱۲۵ امام حصکفی، الدر المختار، ص:٦٩، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء،
(ثم يرفع رأسه مكبرا ويكفي فيه) — (أدنى ما يطلق عليه اسم الرفع) — (ويجلس بين السجدتين مطمئنا)

۲) دونوں ہاتھ رانوں پر ہوں اور اُنگلیاں جُڑی ہوئی ہوں۔

۳) جلسے کی حالت میں نگاہ گود میں ہو۔۱۲۶

۴) جلسے کی حالت میں پورے سکوت کے ساتھ بیٹھیں اور پھر دوسرا سجدہ ادا کریں۔۱۲۷

۵) تکبیر کے ساتھ دوسرے سجدے میں جائیں۔۱۲۸

۶) دوسرے سجدے کے بعد تکبیر کہتے ہوئے دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں۔۱۲۹

دوسری رکعت میں سجدے کے بعد تشہد میں بیٹھیں اور درود و دعا کے بعد سلام کے ساتھ اپنی نماز پوری کریں۔

☆☆☆☆

---

۱۲۶ ایضاً، ص:۶۶
والی حجرہ حال قعودہ

۱۲۷ ایضاً
(ویجلس بین السجدتین مطمئنا) لمامر۔

۱۲۸ ایضاً، ص:۷۰
(ویکبر ویسجد) ثانیة۔

۱۲۹ ایضاً
(مطمئنا ویکبر للنہوض) علی صدور قدمیہ۔

خلاصۂ بحث

فقہائے کرام استدلال قرآن وسُنّت کی روشنی میں کرتے ہیں۔ اس بات کی حقیقت کا اِدراک گذشتہ صفحات میں احادیث اور فقہائے کرام کے فیصلے پڑھ کر کیا جاسکتا ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہائے کرام نے عورتوں کے سجدے، رکوع اور بیٹھنے کا طریقہ مَردوں سے الگ بتایا ہے۔ اُن تمام کا استدلال اُن احادیث سے کیا گیا ہے جس کا ذکر مراسیل ابو داوٗد اور مسانید امام اعظم میں ہوا ہے۔

ایک عام مسلمان کی یہ علمی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ خود قرآن وسُنّت سے فقہی مسائل کا استنباط کر سکے۔ بڑی حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ موجودہ دَور میں غیر مقلد حضرات کالج جانے والے ہر طالب علم کو مجتہد بننے کی ترغیب دیتے ہیں۔ بڑا المیہ تو یہ ہے کہ یہ غیر مقلد حضرات اور کالج جانے والے اکثر طلبا انگریزی دینی کتابوں اور انٹرنیٹ پر ''شیخ گوگل'' (Shaikh Google) کی مدد سے مجتہد بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر کسی کو واقعی علم کا شوق ہے تو اُسے علمائے اہلِ سنّت سے رابطہ کرکے یا سُنّی مدارس میں داخلہ لے کر اُصولِ قرآن، اُصولِ حدیث اور اُصولِ فقہ کی تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔

کیا کوئی ذی فہم انسان اس بات کو تسلیم کرسکتا ہے کہ گذشتہ چودہ سو سالوں میں تمام علما اور عام مسلمان سب کے سب غلط تھے اور غلط طریقے سے نماز پڑھ رہے تھے؟ ہم نے گذشتہ صفحات میں پچھلے چودہ سو سال میں لکھی گئی فقہ کی مشہور کتابوں کا حوالہ دیا ہے، جس میں واضح طور پر یہ وارد ہے کہ عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے۔ کیا غیر مقلد حضرات یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پچھلے چودہ سو سال میں تمام خواتین غلط طریقے سے نماز پڑھ رہی تھیں؟؟ کیا مختلف ممالک اور مختلف زمانوں میں رہنے والے یہ تمام فقہا، سب ایک ساتھ ایک ہی معاملے میں غلطی کرسکتے ہیں؟

ایک عقل مند انسان کے لیے ان تمام سوالوں کا جواب ''نہیں'' میں ہے۔ لیکن غیر

مقلد حضرات کا ایک دوسرا ہی مخصوص نظریہ ہے، جس کے مطابق پچھلے چودہ سو سال میں ساری اُمت گمراہ تھی اور صرف پندرھویں صدی ہجری میں البانی کے آنے کے بعد اُمت نے نماز کا صحیح طریقہ سیکھا!!!

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان غیر مقلدین کے باطل عقائد و نظریات سے محفوظ رکھے اور ہم سب کو تکبر و نفسانیت کو ترک کر کے شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ کوشش کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قبول فرما کر اُمتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

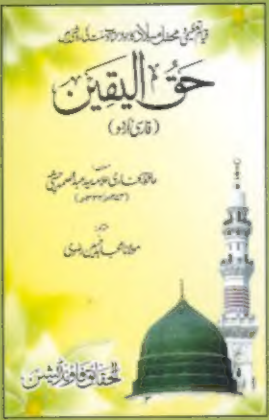

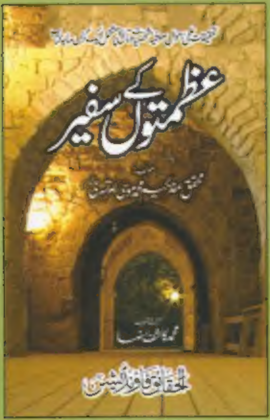

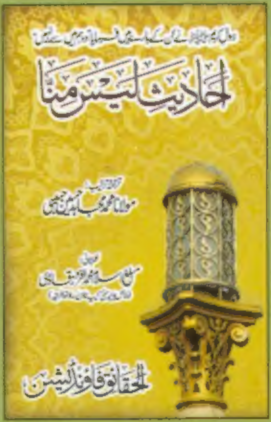

الحقائق فاؤنڈیشن